آیۂ تطہیر اور اہل بیتؑ رسولؐ

علمی بحث

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد

سورۂ احزاب آیت ۳۳ میں ارشاد خداوندی ہے۔

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"

"ترجمہ: اللہ کا ارادہ ہے کہ تم اہل بیت سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔"

صاحب الہدایہ الی آیت اللہ [illegible] میرزا علی احمدی میانجی نے ص ۲۲۷ و ۲۲۸ پر "خاندان اہل بیت" کے عنوان سے اس آیت کو نقل کرنے کے بعد یہ حدیث نقل کی ہے
کرتے ہیں

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث

غایۃ المرام ص ۱۹۸ میں ہے کہ ثعلبی نے اپنی اسناد کے ساتھ عبداللہ ابن عباس سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت نبی اکرمؐ نے فرمایا

"اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور مجھے ان میں سے بہترین حصے میں قرار دیا ہے اور اسی کے بارے میں فرمایا ہے: "واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین" تو میں بہترین اصحاب یمین میں ہوں (سورۂ واقعہ ۲۷)

پھر ان دو قسموں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے اور مجھے بہترین حصے میں قرار دیا ہے اور اسی کے بارے میں فرمایا ہے: "واصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ والسابقون السابقون" (سورۂ واقعہ ۸-۱۰)

اور میں بہترین سابقین میں سے ہوں۔ پھر ان تین حصوں کو قبائل کی صورت میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبائل میں سے قرار دیا پھر قبائل کو خاندانوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین خاندان میں سے قرار دیا اور میرے خاندان کے حق میں فرمایا

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"

نزول آیۂ تطہیر

غایۃ المرام ص ۱۹۸ میں ہے کہ حمیدی اپنی اسناد کے ساتھ حضرت عائشہ سے نقل کرتے ہیں

ایک دن حضرت رسول اکرمؐ باہر نکلے اور آپ کے دوش پر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی چادر تھی۔ اتنے میں حسن بن علیؑ آئے تو حضرت رسول اللہؐ نے انہیں اپنی چادر کے اندر کر لیا

پھر حسینؑ آئے تو انہیں بھی آپؐ نے اپنی چادر کے اندر کر لیا، پھر فاطمہ اور علیؑ آئے تو انہیں بھی چادر کے اندر لے لیا اور فرمایا

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"

اداریہ

یہ تیرے فکر و عمل میں کوئی ضابطہ نہیں — تیرا امام عصرؑ سے کیوں رابطہ نہیں؟

ماہ فروری کے آغاز سے ہی جیسا کہ آپ کے ساتھ ساتھ ہمارے مسائل اور مشکلات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور انفرادی و اجتماعی طور پر ہماری زندگیاں اجیرن ہو گئی ہیں تو ہمارے
مسائل کا واحد حل امام زمانہؑ کے ظہور کے لیے دعا ہے۔ آپ ہی حجت خدا ہیں اور تمام مشکلات کے حل کی کنجی آپ ہی کے پاس ہے۔ ہم جس طرح کی زندگی گزار رہے ہیں اس پر غور کریں
تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم امام زمانہؑ سے کتنے دور ہیں۔ اس بار آپ کے زیر مطالعہ اداریے میں ائمہ معصومینؑ کی چند روایات
اور چند اصحاب کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر رہے ہیں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر حضرت سید الشہداءؑ تک کی اکثر احادیث اور روایات میں تبلیغ اسلام کا پیغام ہے جو علماء کرام منبر و مجالس میں
اور دیگر کتب میں بھی ہم پڑھتے آتے ہیں۔ ہم حضرت امام سید الساجدین علی ابن الحسینؑ سے لے کر حضرت امام زمانہؑ تک کی روایات و احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں
تو کسی خاص پہلو کا ذکر ہے جس کے بارے میں خود ائمہ معصومینؑ نے بھی واضح طور سے ارشاد فرمایا ہے اور جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ یہاں ایک سوال یہ ہے کہ
کیا آج کے دور کے زیادہ تر مسائل کا حل امام زمانہؑ (عج) سے رابطے میں نہیں ہے؟ ہم خود بھی کافی حد تک غور کرتے ہیں اور جس میں ہمارا
بھی حصہ ہے۔ ہم ائمہ معصومینؑ کی روایات
کے بارے میں اور ان کے اصحاب کے بارے میں ذکر کریں گے جو آپ کی نظر میں آئیں گے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے اصحاب میں سے جابر بن عبداللہ انصاری، ابو خالد کابلی اور سعید بن مسیب جو امیر المؤمنینؑ کے زمانے میں
پیدا ہوئے تھے۔ سعید بن مسیب کے بارے میں امام سجاد علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "یہ اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے عالم تھے"۔

دیگر اصحاب میں سے جو امام موسیٰ کاظمؑ کے زمانے تک زندہ رہے اور جن کا ذکر کتب میں ملتا ہے۔

سدیر بن حکیم حضرت امام زین العابدینؑ، امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ کی امامت کے راوی ہیں۔ ان کے بارے میں کئی روایات ہیں جن سے
ان کی عظمت پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ کے سامنے سدیر کا ذکر آیا تو آپؑ نے فرمایا "جو شخص ہم سے محبت کرتا ہے تو
ہمیں بھی اس سے محبت ہے۔ ہم سدیر کا ایک طرح کا احترام کرتے ہیں"۔

قاضی نور اللہ شوشتری شہید مجالس المؤمنین کے ص ۲۱۴ پر لکھتے ہیں کہ کتاب ... میں مرقوم ہے کہ امام جعفر صادقؑ اس کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے کہ "ہم سے محبت کرنے والے ہیں"۔

جب ولید بن عبدالملک قتل ہو گیا تو جابر نے لوگوں سے حدیث بیان کرنی شروع کی اور مسجد میں بیٹھ کر لوگوں سے امام محمد
باقرؑ کی روایات بیان کرنی شروع کر دیں۔ لوگ کہتے تھے کہ جابر نے ... بیان کیا ہے۔
جابر کہتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد باقرؑ نے ستر ہزار احادیث بیان کی ہیں جو میں نے کسی سے بیان نہیں کیں۔
... امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایات کرتے تھے ... امام محمد باقرؑ کی ...

کی بات کی ہے کہ تم دنیا و آخرت میں ہمارے شیعہ ہو۔ پھر اس کی وضاحت پر فرمایا "حمران بن اعین مومن ہیں وہ کبھی ہمارے حق سے نہیں پھرے" امام جعفر صادقؑ نے فرمایا
"واللہ ایک مومن مرگیا مگر امید ہے جنت کے مومن میں ہوگا جس کی شان خدا ہی جانتا ہے" (رجال کشی بحوالہ اصحاب امام صادقؑ ص ۱۷۵)

لیث بن بختری کے متعلق حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں جن کی کنیت ابو بصیر بھی ہے خدا کے متواضع بندوں کو جنت کی بشارت دو ایسی روایت بھی نقل میں سے ہے
حضرت امام جعفر صادقؑ کا چار اصحاب سے مخصوص کے بارے میں جو فرمایا وہ درست ہے تو فرماتے ہیں کہ "خدا کے متواضع بندوں کو جنت کی بشارت دو وہ یہ ہیں
معاویہ بن عمار بجلی ابو بصیر محمد بن مسلم اور زرارہ یہ چاروں نجیب ہیں اور اللہ کے حلال و حرام کے امین ہیں اور اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو نبوت کا پیغام مٹ جاتا یہ
زمین میں اللہ کا وعدہ دین کے پرچم ہیں۔"

حضرت امام علی رضاؑ فرماتے ہیں کہ "جعفر بن مثنیٰ ایسے ہیں جیسے سلمان فارسی کی مثل ہیں" اس نے چار امام علی بن حسین امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ اور امام موسیٰ
کاظمؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ حضرت امام زین العابدینؑ نے انہیں اپنی ... فرمائی تھی جسے جعفر بن مثنیٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

فضیل بن یسار ... تھے وہ امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے جب حضرت امام جعفر صادقؑ کی ان پر نگاہ پڑتی تو آپ
فرماتے تھے "مبارک ہو تواضع کرنے والوں کو جنت کی بشارت دو" کبھی آپ فرماتے "زمین کو فضیل بن یسار سے سکون محسوس ہوتا ہے" ان کی وفات پر فرمایا: "خدا
تعالیٰ فضیل بن یسار پر رحم فرمائے وہ ہمارے اہل بیت میں سے تھے۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عبداللہ بن ابی یعفور نے پوچھا مولا! بعض اوقات ہمارا کوئی دوست یا بھائی ہمارے پاس آکر ہم سے کوئی مسئلہ پوچھتا ہے جس کا
جواب ہمارے پاس نہیں ہوتا اور ہم ہر وقت بھی آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تو اس صورت میں ہمارے لئے تکلیف شرعی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا "کسی
صورت میں تم محمد بن مسلم سے سوال کیوں نہیں کرتے جو ہم سے مسائل دریافت کرلیا کرو" زرارہ بن اعین کے بارے میں حضرت امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے "اگر
زرارہ نہ ہوتا تو میرے والد کی احادیث ختم ہو جاتیں۔"

ابو جعفر مومن طاق کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "وہ مجھے بہت پسند ہے اگر لوگ ... کو ... " مومن
طاق امام حضرت جعفر صادقؑ اور امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب اور ... میں سے تھے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ہشام بن حکم جو حضرت امام جعفر صادقؑ اور امام موسیٰ کاظمؑ کے صحابی تھے کے بارے میں فرمایا "خدا اس پر رحمت کرے اس نے
ہمارے مخالفین کے شبہات کا جواب دینے کیلئے بڑی جانفشانی کی" امام جعفر صادقؑ نے ان سے فرمایا تھا "ہشام جب تک تو اپنی زبان سے ہماری مدد کرتا رہے گا تب تک تو
روح القدس سے مؤید رہے گا۔"

مفضل بن عمر حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب میں سے تھے ان سے کئی عجائب اور اسرار کی روایات نقل ہوئی ہیں ... امام نے توحید مفضل کے بارے میں کئی
اسرار ارشاد فرمائے ایک روایت میں کتاب میں نقل ہے کہ آپ نے مفضل سے فرمایا "ہمارا شیعہ دنیا سے اس وقت تک نہیں جائے گا جب تک کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو
جو کہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے اور اگر مصائب سے محفوظ رہے تو جان کنی کے وقت سختی اور تنگی ... اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔"

عبدالرحمٰن بن حجاج کے متعلق حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ "وہ ہمارے مخالفین کے دلوں پر بہت بھاری ہے" اس کو جنت کی بشارت دے دی ... امام
نے فرمایا کہ "اہل مدینہ سے ... ہمارے شیعوں میں ... نظر آئے۔"

علی بن یقطین حضرت امام جعفر صادقؑ اور حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے صحابیوں میں سے تھے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی
کہ علی بن یقطین کو بخش دے اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کی ... علی بن یقطین نے ہماری ... کی ہے جس کی وجہ سے ...

یہ مقام نصیب ہوا"۔

حضرت امام موسیٰ کاظم نے ایک مرتبہ اپنے تمام بچوں کی تعداد کی جن میں حضرت امام علی رضا بھی شامل تھے آپ نے علی بن یقطین کو لکھا "میرے فرزند علی تمہارے واسطے کافی ہے" (بحار الانوار ج ۴۹ ص ۱۶۸) امام موسیٰ کاظم کا یہ جملہ صاف بتا رہا ہے کہ اس کی بات کا اعتبار ہونا چاہئے اور یہ امام ہے۔

کسی نے عبدالرحمٰن بن حجاج سے پوچھا کہ صاحب فضیلت امام علی رضا کو کیا تھے کہ میں نے امام علی رضا سے گزارش کی اور میں اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ میرے لئے کسی ایسے باعتماد عالم کا انتخاب کریں جس کی طرف میں رجوع کر سکوں امام علی رضا نے ارشاد فرمایا "میں تمہیں عبدالرحمٰن کی طرف رجوع کرنے کا کہتا ہوں جو مسلمانوں کی رہنمائی کر رہا ہے"۔

عبداللہ بن جندب بصری حضرت امام موسیٰ کاظم اور امام علی رضا کے اصحاب میں سے تھے امام علی رضا نے ان سے فرمایا تھا "میں تم سے راضی ہوں اور خدا اور رسول بھی تم سے راضی ہیں تو اپنی اولاد کی تربیت کرنے والوں میں سے ہے"۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے علی بن مسیب ہمدانی نے پوچھا کہ میں دین کے احکام کس سے حاصل کروں تو آپ نے فرمایا "زکریا بن آدم قمی کی طرف رجوع کرو جو دین و دنیا کیلئے امانت دار ہے"۔

علی بن مہزیار اہوازی نے حضرت امام علی رضا سے روایت کی اور آپ امام محمد تقی اور امام علی نقی کے قریبی اصحاب میں سے تھے امام محمد تقی نے ان کو خط لکھا کہ اس کام کو تم نے جس طرح انجام دیا ہے اس پر حضرت امام محمد تقی تحریر فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ تمہیں ہر قسم کی خیر عطا کرے اور تمہارے اہل خانہ کیلئے بھی خیر اور خوش بختی کا سوال کیا ہے ہم تم سے بھی نیک توقع رکھتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں تیری عاقبت کیلئے دعا کرتا ہوں تیرے لئے میں نے بھی دعا کی ہے اور خدا کی قسم حقیقت تو یہ ہے کہ تمہاری دعا کی وجہ سے میں تمہیں یاد کرتا ہوں اور میں بار بار تجھے تیرے نام اور نسب کے ساتھ یاد کرتا ہوں کہ میں تم پر شفقت کرتا ہوں اور مجھے تم سے محبت ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم کتنے مخلص ہو؟۔۔۔۔ رہو گے"۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک علی بن مہزیار کا نام ہے امام محمد تقی علیہ السلام اس کو خط میں فرماتے ہیں "اے علی اللہ تعالیٰ تمہیں اجر عطا کرے اور تمہیں جنت نصیب کرے دنیا اور آخرت کی رسوائیوں میں سے تمہیں بچائے اور تمہارا انجام ہم لوگوں کے ساتھ کرے اے علی میں نے تم کو خوب جانچا پرکھا ہے کہ تم اپنے ہر ذمہ داری کی ادائیگی اور اطاعت و خدمت اور عزت و وقار کی منزل پر ہو اگر میں یہ کہوں کہ میں نے تم جیسا شخص نہیں دیکھا اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا میں جنت الفردوس عطا کرے گا اور مجھے تمہاری حرکات و سکنات اور تمہارا انجام پوشیدہ نہیں ہے تمہاری خدمات ہم سے چھپی ہوئی نہیں ہیں تم نے گرمی سردی اور دن رات میں جو تمام دن میری خدمت کی ہے کہ جب میں اس دن حشر میں جمع ہونگے تو خدا تمہیں وہ عطا کرے گا جسے دیکھ کر لوگ رشک کریں گے بے شک اللہ تعالیٰ دعا کا سننے والا ہے" (بحار الانوار ج ۵۰ ص ۱۰۵ کتاب الغیبہ ص ۲۲۴)

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کے ذکر میں ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد تقی علیہ السلام کا خط دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ "تم اپنی وعدے پر عمل کرو تمہاری وعدے میری وعدے ہیں جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی" (رجال کشی ص ۵۰۵ بحار ج ۵۰ ص ۱۰۸)

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے اصحاب میں ثقات اور علماء میں سے ایک ابو ہاشم جعفری اور ابو علی بن راشد اور حسین بن سعید اہوازی کے علاوہ عبدالعظیم حسنی بھی تھے جن کا تعلق حضرت امام حسن مجتبیٰ کی نسل سے تھا آپ نے بھی امام علی نقی سے بہت سے روایات نقل کی ہیں آپ ایک مرتبہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ "میرے لئے کیا باعث خوشی ہے تم جو میرے پاس آئے ہو" اس پر آپ نے فرمایا کہ "حضرت رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ لوگ مجھ سے ملاقات کیلئے آتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا مقام بلند کیا ہے" کرتے ہیں اسلام کا احترام کی وجہ سے ایک مومن کی عزت سنانے سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے مقام و رتبہ عطا کیا ہے وہ سب سے بلند ہیں

جہاں اللہ چاہتا ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے [illegible] (کمال الدین) [illegible] جائے گی۔"

اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری کو حضرت امام حسن عسکری کے ہاتھوں سے [illegible] اللہ تعالیٰ تم پر اور تمہارے [illegible] دینی بھائیوں پر اپنی نعمت پوری کرے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] مصائب کیلئے تمہارے [illegible] اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں میری دعا قبول فرماتا ہے [illegible] تمہارے معاملات کی اصلاح فرماتا ہے۔"

ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ایک توقیع میں [illegible] نیشاپوری کیلئے وکیل مقرر کیا اور لوگوں کو ان کی پیروی کرنے کا حکم صادر کیا اور انہیں کہا: "میں نے ابراہیم بن عبدہ کو وکیل [illegible] تمہارے پاس بھیجا ہے [illegible] لیا جائے اور اس کی تحریر میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔"

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام [illegible] حضرت نبی اکرمؐ نے [illegible] شیعہ [illegible] حضرت امام زمانہ [illegible] خدا کی حجت ہیں۔" (کمال الدین [illegible])

اب ہم اجمالی اختصار سے حضرت ولی العصر (عج) کے [illegible] کا ذکر کرتے ہیں: عثمان بن سعید [illegible] عصمت کی [illegible] امام حسن عسکری [illegible] امام صاحب الزمان (عج) نے [illegible] حضرت امام زمانہ (عج) [illegible] گیا ہے۔"

ان کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح [illegible] امام زمانہ (عج) نے [illegible] جاتا ہے [illegible] حضرت ولی العصر (عج) کی توقیعات [illegible]

کمال الدین [illegible] شیخ صدوق [illegible] علی بن محمد سمری [illegible] توقیع [illegible] تاکہ اللہ تعالیٰ [illegible]

شیخ صدوق لکھتے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

کا ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ امام الزمان (اتبا) کے ایک عزیز کی اہلیہ جب ان کی ولادت کا وقت قریب آیا تو ملاقات کے لئے تشریف لائیں تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ کی مدد ہو جائے تو امام الزمان (اتبا) کی طرف سے کچھ عرض کرنا ہے جس پر انہوں نے امام الزمان (اتبا) کو تمام حالات کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ اتنا آسان ہے اس پر حضور آپ نے تحریر فرمایا تھا

دعا کی بہت ضرورت ہے اس غریب عاجز کو جس کو اس نے ڈھونڈھا ہے تو جس کے لئے دعا کی گئی ہے وہ ہمیشہ حالات کے ساتھ اپنی باتیں کیلئے کسی کو مصیبت کے وقت کل خیر اور ان کی جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا تو ہمارے لئے ایک طویل وقت ہو گا لیکن اگر آپ نے اس کے لئے دعا کی تو ہمارے دشمنوں میں سے جو آپ کی مخالفت کرتے ہیں وہ ہمارے حق میں فائدہ مند ہو جائیں گے اور وہ دعا کا اثر دیکھ کر ہم پر راضی ہو جائیں گے اور تمام ملاقات کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ آپ کی خیریت معلوم ہوئی (۲۷) اور بہت شکریہ ادا کیا۔

حضرت امیر المؤمنین نے اس موقع پر فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ بھی نیک ہیں اور ان کی دعاؤں کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو فائدہ ہوا ہے اور آپ نے دعا کی درخواست کی تو امام الزمان نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہماری دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی انہیں ہدایت کی گئی ہے۔ مگر اس موقع پر حضرت امام الزمان (اتبا) کی توجہات سے آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان کا معاملہ درست ہو گیا اور آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں وہ مشکل حل ہو گئی اور حضرت امام الزمان (اتبا) کی دعاؤں کی برکت سے ایک کو کامیابی عطا ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ ان کی مدد فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے خط لکھا کہ کوئی مشکل پیش آئی تو اس کا حل دعا کے ذریعہ ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا اور اس کی قبولیت کا نشان ظاہر ہوا اور قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر ہے۔ آپ کی دعا سے جو انعام ملا وہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا نشان بن گیا اور حضرت مصلح موعودؓ کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا (اتبا) کی دعائیں بھی اسی طرح ہیں اور آپ خود ان کی دعا کی قبولیت کا نشان ہیں اور اسلام کی روحانی تاریخ کا حصہ ہیں جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

ہمارے پیارے آقا حضرت امام الزمان (اتبا) کے ارشادات سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ حق کے ساتھ ہوتی ہے اور دعا کی قبولیت کا سلسلہ جاری ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب انسان اپنے رب سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور اس کے حالات کو بدل دیتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزار سکے اور ہر مشکل میں صبر اور دعا سے کام لے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے اور اپنے دشمنوں کے لئے بھی ہدایت کی دعا کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہدایت دے۔ اگر غور کریں تو امام الزمان (اتبا) کی دعاؤں سے بہت سے لوگوں کی مشکلات حل ہوئی ہیں اور ان کی زندگیوں میں تبدیلی آئی ہے۔ حضرت مولانا (اتبا) کی نصیحت کے مطابق ہمیں اپنی دعاؤں میں خاص طور پر استقامت اختیار کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور ہمیں صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ امام الزمان (اتبا) نے اپنے خطاب کے آخر میں ان الفاظ سے دعا فرمائی ہے:

ماجد کے سلسلے کو دینے عاشق کر

تیرا نام سحر کو خود اختیار ہو

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی زندگی کا دورانیہ

تحقیق و ترتیب ـــ فرزانہ سلام ہمدانی

نام مبارک: علی

مشہور لقب: زین العابدین۔ سید الساجدین۔ سجاد۔ ذوالثفنات۔ بکاء۔ زکی۔ سید العابدین۔ امین۔ ابن الخیرتین

والد ماجد: حضرت امام حسین علیہ السلام

والدہ مبارک: حضرت سیدہ شہربانو سلام اللہ علیہا

مراسم اذان و اقامت: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے پوتے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

عقیقہ کی رسم: تولد کے ساتویں دن ایک دنبہ کو ذبح کرکے عقیقہ کیا گیا آپ کے سر مبارک کے بالوں کو اتارا گیا اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں دی گئی۔

ولادت کی جگہ: اس بارے دو قول ہیں

ا۔ کوفہ میں ۲۔ مدینہ منورہ میں

والدہ کی رحلت: بچپن ہی میں آپ کو اپنی والدہ پاک کی جدائی کا صدمہ اٹھانا پڑا آپ ابھی گود ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ پاک علیہا السلام کو اس دنیا سے اٹھا لیا اس طرح آپ کی زندگی کا آغاز ہی مصائب سے ہوا۔

زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کوفہ میں ہوئی کیونکہ مورخین کا اس بات پر اتفاق نظر آتا ہے کہ آپ اپنے جد امجد حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی شہادت سے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے اس لحاظ سے یہ قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت علی کی خلافت کے زمانے میں آپ کا سارا خاندان کوفہ ہی میں مقیم تھا اور خلافت کے دوران مدینہ تشریف نہیں لے گئے۔

آپ کی انگشتری کا نقش مبارک: آپ کی انگشتری پر یہ جملہ منقش تھا "وما توفیقی الا باللہ" دوسری انگوٹھی کے نگینہ پر نقش تھا "علمت فاعمل"

آپ کی ولادت: زیادہ مشہور ہے ۵ شعبان المعظم ۳۸ ہجری قمری بروز جمعہ ۹ شعبان المعظم ۳۸ ہجری قمری

۲۔ ۱۵ جمادی الاولیٰ ۳۸ ہجری قمری

۳۔ ۱۵ جمادی الثانیہ ۳۸ ہجری قمری

۴۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۳۶ ہجری قمری کو ہوئی جبکہ یہ قول مشہور کے خلاف ہے اس لئے محققین نے اس کو قبول نہیں کیا۔

آپ کا نام مبارک

تمام مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام مبارک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود رکھا تھا آپ کی نبوت کیلئے یہ بات ایک دلیل ہے۔

آپ کے بزرگ صحابی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل ہوا کہ ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام آپ کی گود میں کھیل رہے تھے آپ نے اس وقت جابر سے فرمایا

اے جابر میرے اس بچے سے ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ جس کا نام علی ہوگا۔ جس وقت قیامت کا دن ہوگا منادی ندا دے گا عبادت گزاروں کے سردار تشریف لے آئیں تو اس وقت امام حسین علیہ السلام کے بیٹے علی اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھیں گے اور سامنے میدان محشر میں تشریف لائیں گے ان کے بیٹے کیلئے ایک فرزند ہوگا۔ جس کا نام محمد ہوگا۔

اے سید! جب تمہاری ان سے (یعنی) ملاقات ہو تو میرا سلام پہنچا دینا، حضرت جابر اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور جابر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مدینہ میں ملاقات کی اور آپ کی خدمت میں آپ کے جد رسول خدا کا سلام پہنچایا۔

امام کی کنیت: ابو علی، ابو الحسن، ابو محمد، ابو عبد اللہ

کابلی حق پر آ جاتا ہے ابو خالد کابلی کا قصہ

ابو خالد کابلی حضرت محمد بن علی المعروف ابن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا کچھ عرصے بعد حق واضح اور روشن ہو گیا تو اس نے حق کو قبول کر لیا اور حضرت علی زین العابدین علیہ السلام کی امامت کو تسلیم کر لیا۔ حق کی طرف واپس آنے کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن ابو خالد حضرت محمد بن حنفیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور کچھ اس طرح گفتگو کرتا ہے۔

ابو خالد: میں آپ پر قربان جاؤں میں آپ کا احترام کرتا ہوں آپ کی محبت میرے دل میں ہے اور میں نے اپنا دل آپ سے لگایا ہے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت و عزت کا واسطہ، حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی حرمت و توقیر کا واسطہ کہ وہ امام جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندگان پر فرض کی ہے وہ آپ ہیں یا آپ کے علاوہ کوئی اور ہیں؟

محمد بن حنفیہ: آپ نے اس کی بات پر غور کیا۔ اے ابو خالد! آپ نے بہت بڑی قسم کھائی ہے حضرت امام علی ابن الحسین علیہ السلام ہی میرے، تیرے اور ہر مسلمان کے امام اور مولا ہیں۔

ابو خالد یہ سنتے ہی فوراً حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ کے پاس حاضری کی اجازت طلب کرتا ہے۔

امام علی زین العابدین علیہ السلام اسے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرماتے ہیں اور اس سے محبت و پیار سے پیش آتے ہیں اور اس کی پذیرائی کرتے ہیں امام علی زین العابدین علیہ السلام اسے دیکھ کر فرماتے ہیں اے کنکر! خوش آمدید مرحبا آپ تو کبھی بھی ہمارے پاس نہیں آتے تھے آج کیسے آنا ہوا۔

ابو خالد عجز و انکساری کے ساتھ عرض کرتا ہے

خدا کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اس نے مرنے سے پہلے مجھے میرے امام کی معرفت عطا کر دی ہے۔

امام علیہ السلام! آپ نے امامت کو کیسے پہچان لیا

ابو خالد: اے میرے مولا! مجھے آپ نے اس نام سے پکارا تھا جو میری ماں نے میرا رکھا تھا وہ نام کنکر تھا جبکہ میں خود بھی اس نام کو بھول چکا تھا۔

ابو خالد کا حق پر واپس آنے کا بیان

میں نے زندگی کا ایک بہت حصہ محمد بن حنفیہ کی خدمت میں گزار دیا اور مجھے ان کی امامت کے متعلق کوئی شک نہ تھا آخر کار ایک دن میں نے ان کو اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت و عظمت، حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی عزت و کرامت کی قسم دی کہ وہ مجھے بتائیں کہ وہ خود میرے امام ہیں یا میرا امام کوئی اور ہے؟ تو انہوں نے جواب میں میری یوں رہنمائی کی کہ میرے، تیرے اور ہر مسلمان کے امام اور پیشوا حضرت علی زین العابدین ہیں۔

جناب سید حمیری نے اسی واقعہ کو اشعار میں اس طرح قلمبند کیا

"عجبت لکر صروف الزمان وامر ابی خالد ذی البیان من ردہ الامر لا یشتکی۔ الی الطیب الطہر نور الجنان"

زمانے کی تبدیلی اور گردش پر مجھے تعجب ہے اور میں اس پر بھی تعجب کرتا ہوں کہ ابو خالد صاحب بیان کا معاملہ ہے کہ انہوں نے بغیر کسی شک و تردید کے پاک و طاہر سید کی امامت کی طرف رجوع کیا جو میرے دل کی روشنی ہیں

(رجال کشی ص ۷۹-۸۰)

چوتھے معصوم کے القاب کی وجہ تسمیہ

زین العابدین

امام علی بن الحسین ایک رات نماز شب میں مصروف تھے کہ شیطان اژدہا کی شکل میں ظاہر ہوا اور آپ کے پاؤں کے انگوٹھے کو چبانے لگا جس سے تکلیف ہونے لگی لیکن آپ اس قدر خضوع و خشوع سے عبادت خدا میں مشغول تھے کہ آپ اس طرف متوجہ نہ ہوئے آخر شیطان شکست کھا کر چلا گیا اور ایک آواز غیب سے آئی "انت زین العابدین" یعنی آپ عبادت گزاروں کی زینت ہیں کیونکہ آپ عبادت خدا میں مصروف رہے اور غیر خدا کی طرف متوجہ نہ ہوئے یہ لقب اسی طرح

دی گئی جس طرح میدان جنگ میں مولا علیؑ کیلئے ایک ندا دی گئی تھی "لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار"

سید الساجدین

آپ کا معمول تھا کہ آپ معمولی سے معمولی نعمت خدا کے ملنے پر یا کسی مصیبت دور ہو جانے کے بعد یا لوگوں کی حاجات پوری ہونے اور دو شخص کے درمیان اصلاح ہو جانے پر سجدہ شکر بجا لاتے کثرت سجدہ کی وجہ سے آپ سید الساجدین کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے۔

آپ کا بچپن

"الامام امام ولو کان صبیا" کے مصداق امام ابو حنیفہ بیان کرتا ہے کہ میں نے مکہ کے راستے پر ایک کمسن بچے کو حالت احرام میں دیکھا تو میں نے ان کی حالت سے گھبرا کر پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ کا زادِ راہ اور آپ کی سواری کہاں ہے؟ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو اس بچے نے میرے سوالوں کے جواب کچھ اس طرح دیے "زادی تقوی۔ وراحلتی رجلای وقصدی مولای" تقویٰ میرا زادِ راہ ہے میرے دونوں پاؤں میری سواری ہیں قصدی مولائی میرا آقا اور میرا مقصود ہے میں علی ابن الحسین ہوں۔

تحمل الامامہ

بچپن میں آپ بیمار ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام نے صحت یابی کی دعا پوری کرنے کے بعد پوچھا کہ بیٹا کوئی خواہش ہو تو بیان کرو آپ نے عرض کی صرف ایک خواہش ہے کہ قضا و قدر الٰہی پر راضی ہوں دیکھا ہوں کوئی خواہش نہیں جو وہ چاہتا ہے وہی میرے لئے بہتر ہے ایسی ذات تو جیسے بہتر میں کیا کر سکتا ہوں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپ کو گلے لگایا اور فرمایا تمہارا جواب بالکل ابراہیم خلیل سے ملتا ہے جب ان کو منجنیق میں رکھا گیا تو انہوں نے جبرائیل کی مدد لینے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ جس ذات کو میری حالت کا علم ہے وہ میرے حالات کو خوب جانتا ہے وہی فیصلہ کرے گا میں سر تسلیم خم رکھتا ہوں یہی میری ذمہ داری ہے اسی لئے آپ کا لقب تحمل الامامہ مشہور ہوا۔

ازدواج

تاریخ میں آپ کی مختلف ازدواج کا ذکر ملتا ہے مگر نمایاں حیثیت و فضیلت آپ کی زوجہ جناب فاطمہ بنت امام حسن کو حاصل ہے جنہیں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہے باقی تمام ازواج امہات اولاد کی حیثیت رکھتی تھیں اور امام کی خدمت میں بہ حیثیت زوجہ کی مانند ہو گئیں۔

اولاد

تاریخ میں آپ کے لڑکوں اور لڑکیوں کا تذکرہ ملتا ہے جن کے اسمائے گرامی کچھ اس طرح ہیں۔

بیٹے: امام محمد باقرؑ، عبداللہ، حسن، زید، عمر، حسین، عبدالرحمن، سلیمان، علی، محمد اصغر، حسین اصغر۔

دختران: خدیجہ، فاطمہ، علیہ، ام کلثوم (ارشاد مفید)

شہادت

۸۶ھ میں عبدالملک کا بیٹا ولید حاکم بنا اور ولید نے ۹۵ھ میں آپ کو زہر دیا آپ ۲۵ محرم ۹۵ھ کو زہر دغا سے شہید ہوئے آپ کی شہادت سے مدینہ میں کہرام برپا ہو گیا تمام خاندان جمع ہو گیا سب کے سب اس صدمے کے ماتم میں مصروف ہو گئے آپ کا وہ اونٹ جس پر آپ نے کئی حج کیے تھے آپ کی شہادت پر تین دن تک آپ کی قبر پر سر مارتا رہا اور آخر کار شدتِ غم میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

❀❀—❀—❀❀

(تحریر— حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کی احادیث)

❀ والدین کی خدمت سے فائدہ حاصل کرو اور نیکیوں کے ادب سے اپنے آپ کو زینت دو۔ ❀ دوستوں کا کم ہونا تنہائی کا سبب ہے۔

❀ اگر کوئی شخص لوگوں کی طرف ایسی چیزوں کی نسبت دے جو ان میں ہیں تو لوگ بھی اس کی طرف ایسی چیزوں کی نسبت دیں گے جو اس میں نہیں۔

❀ برے لوگوں کے کردار سے محفوظ رہنا چاہیے چاہے اس برے عمل کے ساتھ کچھ پایا ہو۔ ❀ گناہ پر راضی نہ ہونا کیونکہ گناہ پر راضی ہونا خود گناہ کے انجام دینے سے بڑا گناہ ہے۔ ❀ ... ہے

❀ ... ہے۔ ❀❀—❀—❀❀

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام کی احادیث

تحریر — سید باب منظر (اٹک سے انتخاب)

- جھوٹ سے بچنا چاہیے چھوٹا ہو یا بڑا، سنجیدہ ہو یا مزاح کے طور پر۔
- لوگوں سے اپنی ضروریات کا کم بیان کرنا بھی ایک تونگری ہے۔
- خبردار احمق کی ہم نشینی سے بچو کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو اس سے بھی نقصان پہنچائے گا۔
- خبردار جھوٹے کی ہم نشینی سے پرہیز کرو کیونکہ وہ سراب کی مانند ہے۔
- خبردار بخیل کی ہم نشینی سے پرہیز کرو کیونکہ وہ اپنے مال کی خاطر تجھے اکیلا چھوڑ دے گا۔
- مومن کا کسی مومن بھائی کے چہرے کی طرف محبت کی نظر سے دیکھنا عبادت ہے۔
- نیک لوگوں کے ساتھ ہم نشینی اختیار کرنا اپنے آپ کی اصلاح کا باعث ہے۔
- دوسروں کا حق ادا کرنے سے اپنے آپ کو کامل سکون اور بدن کی راحت ملتی ہے۔
- گناہ کے ارتکاب پر خوش مت ہو کیونکہ گناہ کے ارتکاب پر خوش ہونا ارتکاب گناہ سے بڑا گناہ ہے۔
- انسان کی [illegible] کیلئے [illegible] ہے۔
- لوگوں کا حق ادا کیجئے تاکہ اپنے آپ کو دوسروں کی نگاہوں سے بچاتا ہے۔
- کوئی بات نہ کر سکے تو خاموشی سے بہتر کوئی بات کرنے سے خاموش رہنا بہتر ہے۔
- مومن کا حق کیلئے خاموش رہنا باطل کا ساتھ دینے کیلئے بولنا ہے۔
- خدا کی تقسیم پر قناعت کرنے والا سب سے بڑا تونگر ہے۔
- مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو بیماری کے خوف سے غذا ترک کرتا ہے مگر برے انجام کے خوف سے گناہ ترک نہیں کرتا۔
- اپنا پیٹ بھرنے کیلئے دوسروں کے حقوق پر ہاتھ مت ڈالو۔
- اپنے کسی بھائی کی ایسی دعوت قبول نہ کر جس میں اس کے کھانے کی نسبت تمہیں زیادہ نقصان پہنچے۔
- وہ شخص ہلاک ہوا جس کی برائی کیلئے کوئی حد مقرر نہ ہو۔
- غور و فکر کرو اور جان لو کہ خداوند عالم نے تمہیں کیوں پیدا کیا ہے، بے شک خداوند عالم نے کسی چیز کو بیکار پیدا نہیں کیا ہے۔
- خبردار بے وقوفوں کی ہم نشینی سے پرہیز کرو کیونکہ وہ تمہیں نفع پہنچانا چاہتا ہے مگر الٹا ضرر پہنچاتا ہے۔
- جو کوئی جنت کا مشتاق ہے تو اسے چاہیے کہ نیکیوں میں جلدی کرے اور خواہشات کو ترک کرے۔
- جو کوئی جہنم سے ڈرتا ہے تو اسے چاہیے کہ اللہ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔
- اللہ کے نزدیک اس کی معرفت کے بعد پیٹ اور شرمگاہ کی پاکدامنی سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں۔
- کسی بھی عرب اور قریشی کیلئے کوئی شرف نہیں مگر یہ کہ وہ انکساری سے آئے اور تقویٰ اختیار کرے۔
- اپنے نفس کی اصلاح میں جلدی کرو۔
- خبردار! گناہگاروں کی ہم نشینی اور ظالموں کی مدد سے دوری اختیار کرو۔

(باقی نمبر 10 کالم نمبر 2 پر)

توبہ کرنے والوں کی مناجات

حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام ہمیں توبہ کا طریقہ تعلیم دیتے ہیں

ترجمہ — سید محمد مرتضیٰ

توبہ کرنے والوں کے لئے مناجات

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے توبہ کا راستہ قائم کر کے بہت بڑا کرم فرمایا ہے۔ توبہ کا حقیقی مطلب رجوع کرنا ہے۔ جب انسان غلطی کرتا ہے اپنے خالق و مالک کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ اپنے رب رحمان کے راستے سے انحراف کر لیتا ہے اور غلط راستے پر چلا جاتا ہے۔ یہ غلط راستہ دوسرے جانب ہلاکت میں جا پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایسی غلطی کر لیتے ہیں تو جب بھی انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو وہ فوراً میری طرف رجوع کر لیں تو پھر میں ان کو واپس اپنے راستے پر آنے میں ان کی توبہ قبول کر لوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو انسان بہت زیادہ نافرمانیاں کرتے ہیں اور اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے میرے راستے سے بہت دور چلے جاتے ہیں تو میں خود ان سے ملنا چاہتا ہوں، ان کے اپنے اختیارات ما تھی تیری کی گئی غلطیاں اور جا رہا ہو کر سرکشی کر چکے ہیں تو اس پر اس ایک اور غلطی نہ کریں کہ وہ خیال کریں کہ اب واپسی کے سارے راستے بند ہو گئے ہیں ایسا نہیں ہے میری رحمت ہر چیز پر غالب ہے اور اس نے ہر ایک کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے میری رحمت میرے نیک بندوں پر بھی ہے اور نافرمان بندوں پر بھی ہے میری رحمت سے مایوسی میری رحمت کا انکار ہے اور ایسا خیال بہت سارے گناہوں پر ایک اور بڑے گناہ کا اضافہ ہے تمہیں اپنی تمام کوتاہیوں اور غلطیوں کے باوجود یہ کبھی نہیں سوچنا چاہیے کہ میری طرف واپسی اب نہیں ہو سکتی ہے اس کیلئے تیرا پہلا اور صرف یہ ہے تو ایک دفعہ فیصلہ کر کے اعلان کر دے کہ اب میں اپنے خالق سے معافی مانگ لوں تیرا عبد ہوں، گناہ گار ہوں، تیری طرف سے منہ موڑ کر دور ہوا، اور دکھ میں ہوں، پشیمان ہوں اب تیرے پاس واپس آیا ہوں، میری اس واپسی کو قبول کر لے مجھے واپسی کی اجازت دے دے۔

خداوند کریم سب رحمان کا جواب آتا ہے میرے بندے تو سچے دل سے واپس آیا ہے تیرے لئے میری رحمت کے دروازے کھلے ہیں، اگر میرے راستے پر واپس آیا ہے تیری ساری خطائیں معاف کر دی ہیں۔

توبہ کا طریقہ

بات یہ ہے کہ ہر انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں جب مجھ سے خطائیں سرزد ہو جائیں تو میں کس طرح اور کن الفاظ سے اپنے رب کریم کے دربار میں اپنی واپسی کی درخواست پیش کروں۔

تو اس طریقہ کی تعلیم ہمارے آئمہ اطہار علیہم السلام نے دی ہے، توبہ کی درخواستوں سے ایک درخواست مناجات ہے جو کہ مکمل مناجات ہے جو توبہ کرنے والوں کے واسطے ہے اور حضرت امام علی زین العابدین علیہ السلام نے ہمارے لئے تعلیم دیا ہے، ہر شخص کی بھلائی کے واسطے قدرا ... آ گئی دیے گئے کہ وہ اپنے رب رحمان کی خدمت میں توبہ کی عرضی اس طرح پیش کریں۔ ہم اس جگہ اس مناجات کو دے رہے ہیں اس کا ترجمہ اور مختصر تشریح بھی تاکہ پڑھنے والوں کو پتہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں اور جو کہہ رہے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر دعا ہر ... کا آغاز بسم اللہ سے کیا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا آغاز ہے

جو خیر و برکت اور کامیابی کی خبر دیتے ہیں ساتھ لیے ہوئے ہے جس کلام کے آغاز میں بسم اللہ پڑھی جائے وہ کلام اور دعا قبول ہوتا ہے۔ جس دعا کا آغاز بسم اللہ سے ہو وہ دعا ضرور شرفِ قبولیت پا لیتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ جبرئیل آئے تو قرآن کی ہر سورۃ کا آغاز اسی سے ہے۔ سورۃ توبہ ایک ایسی سورۃ ہے جسے بسم اللہ کے بغیر شروع کیا گیا ہے کیونکہ اس کا آغاز مشرکوں اور منافقوں کے کافروں سے اعلان برأت سے ہے اس لیے اس کے آغاز میں رحمانیت اور رحمت جو اللہ تعالیٰ کی دو اہم صفات ہیں ان کا حوالہ نہیں دیا گیا جب کہ قرآن کی ایک سورۃ میں بسم اللہ دو دفعہ ذکر ہوئی ہے ایک دفعہ ہر سورۃ کے آغاز میں اور دوسری دفعہ ایک سورۃ کے درمیان میں اس طرح قرآن مجید میں ۱۱۴ مرتبہ بسم اللہ کا ذکر ہوا ہے۔ بسم اللہ کو نماز کی رکعتوں میں بلند آواز سے پڑھنا اگرچہ نماز اختلافی ہے اور جس کی تاکید میں سے ہے اور بسم اللہ کے اعداد ۷۸۶ ہیں یعنی قرآن میں بسم اللہ کا مقصد رکھنا ہے جنتیا دعا ہے اور حاجت روائی کا وسیلہ ہے کہ انسان جیسے ہے پہلے بسم اللہ پڑھنا برکت کا وسیلہ ہے۔ بچے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے سے ملتی ہے ستر پہ جانے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینا کامیابی ہے سبق سے پہلے پڑھنا اور لکھنے میں آسانی ہے مطالعہ کا آغاز بسم اللہ سے کریں مطالعہ سے استفادہ ملتی ہے قرآن مجید نے درس دیا ہے ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھ لینے سے تجھے خیر ملے گی پریشانی نہ ہو گی تم کی ہر خواہش سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اور نیت کے ساتھ دے کر مطلب کر لیں اس خواہش کی قبولیت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بابت کہا جاتا ہے بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن اس جگہ یہاں کا حق ہے مطلب کی ادائی کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحیم ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: "سب تعریفیں اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے"۔

شرح: لفظ اس ذات کے لیے مخصوص ہے جو تمام صفات کمالیہ جمالیہ و جلالیہ کی ذات واحد ہے اور لفظ وہ جس کی صفات علی الاطلاق بغیر قید و شرط کے کی جا سکتی صرف وہی ہو سکتا ہے جس نے ہمیں خلق کیا ہے وہ خالق ہے جو خالق ہوتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا وہ مالک ہوتا ہے اور جو مالک ہوتا ہے وہ ہر چیز کی طرف ہدایت کرتا اسی کی ذات رب کی حق ہے یہی جو خالق ہوتا ہے وہی رازق ہے جو سب کی پرورش کرتا ہے تو تربیت بھی اسی نے کرنی ہے اور تربیت کے لیے قوانین بھی اسی کے ہوتے ہیں اور اسی نے بنا دیے ہیں یعنی اللہ جو خالق ہے مالک ہے رازق ہے وہی رب ہے یعنی تربیت دینے والا بھی وہی ہے فطری تربیت بھی اس نے دی ہے اور اختیاری تربیت کے لیے بھی اسی نے بتائے ہیں تکوینی قوانین بھی اسی کے ہیں اور تشریعی قوانین بھی اسی کے ہیں جب قوانین اسی کے ہیں وہ رازق ہے خالق ہے مالک ہے تو تمام صفات بھی اسی کی ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ جس کی صفات کی بات نہیں ہو سکتی ہے جو رب ہے جو رازق ہے جو مالک ہے جو خالق ہے یہی لفظ میں یہ ساری صفات پوشیدہ ہیں اس لیے قرآن مجید میں اللہ کی صفت ''الحمد'' کو کہا گیا ہے کسی اور صفت کو نہیں لیا گیا ''الحمد للہ'' کہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ کے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اللہ مالک ہے اللہ رازق ہے اللہ رب ہے یعنی اللہ ہی لائق حمد ہے دعا میں اللہ تعالیٰ کی اسی صفت کو بیان کیا گیا ہے اور اس سے درخواست کرنے سے پہلے تو حمد و ثنا سے آغاز کیا ہے۔

اس کے بعد خلاؤں کی بات کی ہے اور اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ایک شخص جب سیدھا جا رہا ہوتا ہے اس کی اس میں حرکت اور ارتقاء ہوتی ہے اور اگر راستے اس کی حرکت و کمالات درست نہیں بھی ہو جائیں بھی اس کو تکامل بھی اس کی طرف تو ایسا کرنے والا کی حرکت کو روک دیتا ہے اور معاشرہ میں [illegible] ہو جاتا ہے تو اس بات کا پتہ سب چیزوں سے واضح کر رہا ہے کہ میں [illegible] خدائی عنایتیں خلاؤں کا اقرار کر رہا ہے اور ان [illegible] کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عمری کا وہ حرکت باقی رہی ہے ذات احدیت نے مجھے گھیر لیا ہے جس طرح بچہ کو گرنے سے ماں باپ نے ہی بچایا [illegible] سے بیان کر رہا ہے اسی طرح جب اس سے خدائی امر نہ ملتی ہو تو اس کا خواہش ایک عظیم احسان کا [illegible] گیا ہے اور اس پالنے لایا گیا ہے جو اس کی ربوبیت کا سبب ہے اور یہ ربوبیت ان خلاؤں کا نتیجہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ربوبیت کے کہ [illegible] دوسری خلاؤں نے مجھے ذات ربوبیت کا پالن پہایا ہے اب میں وہ کوئی ہوں۔

وَجَلَّلَنِي التَّبَاعُدُ مِنْكَ لِبَاسَ مَسْكَنَتِي

ترجمہ: "اے میرے مولا! تجھ سے دوری نے مجھے بیچارگی کا لباس پہنا دیا ہے"۔

تشریح: جب انسان اپنے مالک کا نافرمان ہو جائے اور اپنا مالک جس کے قبضہ اختیار میں سارے آرام و آسائش و وسائل ہیں تمام زندگی ضروریات کا مالک وہی ہو تو ایسی صورت میں جب ایک بندہ اپنے مالک کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ بیچارہ ہو جاتا ہے اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا وہ بے سہارا ہوتا ہے اس کی غلطیاں اسے اپنے مالک سے دور کر دیتی ہیں اور یہ دوری اسے بیچارہ بنا دیتی ہے اسی بات کا اظہار کر رہا ہے۔

وَقَدْ أَمَاتَ قَلْبِي عَظِيمُ جِنَايَتِي فَأَحْيِهِ بِتَوْبَةٍ مِنْكَ يَا أَمَلِي وَبُغْيَتِي وَيَا سُؤْلِي وَمُنْيَتِي

ترجمہ: "میرے بڑے بڑے جرم نے میرے دل کو مردہ بنا دیا ہے پس اے مولا! تو اسے زندہ کر دے اس توبہ کی خاطر جو میں تیری طرف کیا ہوں اے میری امید اے میری آرزو اے میرے مقصد اے میری مراد"۔

تشریح: اس جگہ گناہوں کا تذکرہ کیا ہے خطاؤں کا اعتراف کرنے کے بعد دعا مانگی جا رہی ہے، مناجات کرنے والا اس بات کا اظہار کر رہا ہے کہ میرا دل مردہ ہو گیا ہے دل کے مرنے سے حیات ختم ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ وہ خطائیں ہیں وہ جرم ہیں جو میں کر چکا ہوں جرم نے میرے دل کا قتل کیا ہے اگر میں جرم نہ کرتا تو میرا دل نہ مرتا اس کے بعد آپ اس کے لئے درخواست اپنے خالق و مالک کے حضور اس طرح پیش کرتا ہے کہ اے میرے معبود میری آرزو تو ہی ہے تجھ سے نہ چاہوں تو اور کس سے چاہوں، میری بھاگ دوڑ تجھ تک ہے، میرا مقصد و ارادہ تیری ذات ہی ٹھہرتی ہے تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے پس تو ہی ہے جو اب اس مردہ دل کو میری توبہ کرنے کی وجہ سے زندہ کر دے میں نے اسی جرم سے توبہ کر لی ہے میں تیرے پاس واپس آ گیا ہوں میرے جرم کو معاف کر دے تب ہی تو میرا دل زندہ ہو جائے گا میرے دل کی زندگی تیرے ہاتھ میں ہے۔

فَوَعِزَّتِكَ مَا أَجِدُ لِذُنُوبِي سِوَاكَ غَافِرًا

ترجمہ: "اے میرے معبود! میں اپنے گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کسی اور کو نہیں پاتا"۔

تشریح: جب مالک خطا بخش ہے، معاف کرنے والا ہے تو انسان اسی کا ہو جاتا ہے پھر اس کے علاوہ کون ہے جو گناہ معاف کرے اور ایک مجرم کو معافی دے دے اس کے گناہوں کی سزا معاف کر دے وہ صرف اللہ ہی ہے

وَلَا أَرَى لِكَسْرِي غَيْرَكَ جَابِرًا

ترجمہ: "اور اے اللہ میں تیرے سوا کسی اور کو نہیں دیکھتا جو میرے ٹوٹے ہوئے سلسلہ کو جوڑ دے"۔

تشریح: جب انسان گناہ کرتا ہے تو اپنے مالک کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کا تعلق اپنے مالک سے ٹوٹ جاتا ہے تو مناجات کرنے والا اسی بات کا اظہار کر رہا ہے کہ اس ٹوٹے تعلق کو اے میرے معبود صرف تو ہی جوڑ سکتا ہے تیرے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

وَقَدْ خَضَعْتُ بِالْإِنَابَةِ إِلَيْكَ

ترجمہ: "میں تیری بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ واپس پلٹ آیا ہوں"۔

وَعَنَوْتُ بِالْاِسْتِكَانَةِ لَدَيْكَ

ترجمہ: "تیری بارگاہ میں مسکنت کا اظہار کر لیا ہے"۔

تشریح: ان دو جملوں میں مناجات کرنے والے نے دو باتیں کی ہیں۔

- — اے اللہ! میں واپس آ گیا ہوں میں پلٹ آیا ہوں مجھ سے غلطی ہو گئی تھی اب میں واپس آ گیا ہوں۔
- — اپنی بیچارگی، بے کسی کا اظہار کرتا ہے کہ جرم کرنے کے بعد میں بیچارہ ہو گیا، میرا اپنا سب کچھ ختم ہو گیا اب میں اس بے کسی اور بیچارگی کے عالم میں تیرے پاس پلٹا ہوں عاجزی کے ساتھ انکساری کے ساتھ تیری جناب میں مجھ کو قبول کر لے کیونکہ تجھ سے مہربانی کی امید رکھتا ہوں تو ہی میری مراد ہے اور تجھ سے میری ساری آس بندھی ہے

فَإِنْ طَرَدْتَنِي مِنْ بَابِكَ فَبِمَنْ أَلُوذُ وَإِنْ رَدَدْتَنِي عَنْ جَنَابِكَ

ترجمہ: "پس اگر تو نے مجھے اپنے دروازے سے بھگا دیا تو پھر میں کس کے پاس جاؤں گا کون میرا سہارا ہوگا؟ اور اگر تو نے مجھے اپنی جناب سے بھگا دیا تو پھر میں کس کی پناہ میں جاؤں گا؟"

تشریح: مناجات کرنے والا اپنی عرضی پیش کرنے کے بعد ایک حقیقت کا اظہار اس طرح کرتا ہے کہ اے میرے اللہ! اگر میری پناہ جاؤں میرا ٹھکانا ہے مگر تو تیرے سوا نہ میرا کوئی ملجا ہے نہ کوئی ماویٰ اگر تو میری توبہ کو اور میری التجا کو قبول نہ کرے اور مجھے اپنی جناب سے قبول نہ کرے اور میری اس درخواست کو ٹھکرا دے تو پھر میں کس کے پاس جاؤں، میری پناہ کون ہے؟ میرے لئے تو کوئی جائے پناہ نہیں ہے لہٰذا تو میری درخواست کو قبول کر لے، میری توبہ کی التجا مان لے مجھے اپنے صدقہ سے بچا کر مجھے قبول کر لے۔

فَبِمَنْ اَعُوذُ فَوَا اَسَفَاهُ مِنْ خَجْلَتِي وَافْتِضَاحِي وَ وَالَهْفَاهُ مِنْ سُوْءِ عَمَلِي وَاجْتِرَاحِي

ترجمہ: ہائے افسوس! میری اس شرمندگی پر اور میری اس رسوائی پر، بہت ہی دکھ ہے برے عمل کی بات ہے کہ کتنا دکھ ہے میرے سارے برے عمل پر اور میرے اس جرم و معاصات میں۔"

تشریح: اس جملے میں مناجات کرنے والا اپنی پریشانی کو بیان کرتا ہے کہ میرا عمل میرے لئے رسوائی ہے اور جس جرم کو میں نے کیا ہے میرے دل کو دکھا ہے میرے برے کردار نے مجھے بے چارہ کر دیا ہے میرے لئے اس سے بڑی رسوائی کیا ہو سکتی ہے جو مجھے اس رسوائی سے بچائے کیا کوئی ذات ہے کہ کوئی بھی رحمت و بخشش کے سوا بچانے والا نہیں ہے مجھے اپنی حالت پر گڑگڑانا رہا ہے شرمندگی میں ڈوبا جا رہا ہوں میں کسی کا بھی کچھ نہیں رہا اور نہ ہی میری کوئی حیثیت رہ گئی ہے مجھے افسوس ہے اتنی بڑی رسوائی پر اور صدمہ ہے۔

اس سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے کہ رب کریم توبہ کو قبول کرے اور جرم کی التجا کو مان لے۔

اَسْئَلُكَ يَا غَافِرَ الذَّنْبِ الْكَبِيرِ وَيَا جَابِرَ الْعَظْمِ الْكَسِيرِ اَنْ تَهَبَ لِي مُوبِقَاتِ الْجَرَائِرِ وَتَسْتُرَ عَلَيَّ فَاضِحَاتِ السَّرَائِرِ وَلَا تُخْلِنِي فِي مَشْهَدِ الْقِيَامَةِ مِنْ بَرْدِ عَفْوِكَ وَغَفْرِكَ وَلَا تُعْرِنِي مِنْ جَمِيلِ صَفْحِكَ وَسَتْرِكَ

ترجمہ: اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے کہ تو بہت سارے گناہوں کو بخشنے والا ہے اور شکستہ ہڈیوں کو جوڑنے والا ہے میرا سوال یہ ہے کہ تو مجھے ہلاک کر دینے والے گناہوں کے حوالے سے یہ عطیہ دے دے کہ ان سب کو بخش دے اور وہ جرائم جو رسوا کر دینے والے ہیں پردے چاک کر دینے والے جرائم ہیں ان سب پر پردہ ڈال دے اور مجھے قیامت کے مشاہدات میں اپنی معافی کی ٹھنڈک سے محروم نہ کرنا اور مجھے تیری مغفرت ملنی چاہیے یہ میری درخواست ہے کہ تو اس دن مجھے اپنی خوبصورت معافی اور درگذر کر دینے کی پالیسی سے جدا نہ کر دے تیری پردہ پوشی کا جو عطیہ ہے میں اس سے محروم نہ ہو جاؤں۔ مناجات کرنے والا اس جملے میں اپنی بے کسی کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت و جلالت کے سامنے خدا کو اس طرح طلب کرتا ہے کہ اے اللہ تیری وہ ذات ہے جو بہت زیادہ گناہوں اور خطاؤں کو معاف کرتی ہے بڑے بڑے جرائم پر پردہ ڈال دیتی ہے میں بھی ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ہوں میرے گناہوں کو بخش دے میرے جرائم پر پردہ ڈال دے سب سے بڑا خطرہ قیامت کا دن ہے جس دن سب پوشیدہ باتیں کھل کر سامنے ہوں گی رسوائی کا دن ہو گا کسی سے سب کچھ ہے جہاں گناہوں کی ہر ردا سامنے ہو گی وہاں پر گناہوں کی آتش سے بچنے کا ذریعہ فقط اللہ تعالیٰ کی جانب سے معاف کر دینے کا عطیہ ہے جو وہ گذری گناہوں کی ہر کالی معافی آگ کو بجھا سکتا ہے جو گذر کا سوال ہے پردہ پوشی کا سوال ہے مقصد یہ کہ اس بات کا واسطہ دیتا ہے کہ تیری پردہ پوشی تو بہت ہی خوبصورت ہے اس میں ہمارا گناہگار کوئی رہ نہ جائے اور مجھے اس سے محروم نہ کر اللہ سے مغفرت، بخشش، معافی، پردہ پوشی کا سوال کیا گیا ہے یہ ایک انداز سے معافی طلب کرنے کا انداز ہے کہ رب معبود اللہ تو ایسا ہے اور اس طرح کا ہے سب معاملہ اس سے درخواست کر رہا ہے۔"

اِلٰهِي ظَلِّلْ عَلٰى ذُنُوبِي غَمَامَ رَحْمَتِكَ وَاَرْسِلْ عَلٰى عُيُوبِي سَحَابَ رَأْفَتِكَ

ترجمہ: اے میرے اللہ! میرے گناہوں پر اپنی رحمت کے بادلوں کا سایہ کر دے اور میرے عیبوں پر اپنی مہربانی کے بادل برسا دے۔"

تشریح: اس جگہ ایک نیا انداز ہے گناہوں کے اثرات سے بچنے کا کہ گناہوں کی تپش ہو گی گناہوں کی وجہ سے تمازت کی گرمی میں نہ پڑ جاؤں۔

(باقی صفحہ نمبر 23 کالم نمبر 2 پر)

ثانی زہراء جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

تحقیق و ترتیب — ملک منصور (افریقہ سے)

ثانی زہراء سلام اللہ علیہا کا بچپن اور آپ کی تربیت

عالم بشریت میں کم ایسی بچیاں ہوں گی جن کو ایسا عمدہ ماحول ملا ہو جنہوں نے اس قدر بلند پایہ تربیت حاصل کی ہو، ثانی زہراء کو جتنا بہترین ماحول تربیت نصیب ہوا آپ نے گہوارۂ عصمت میں آنکھ کھولی اور ایسے ماحول میں سن رشد کو پہنچیں جو منصب ہی کا کمال اور ارتقائے تعلیم سے ملا تھا کیونکہ ایسی آغوش نصیب ہوئی تھی کہ آغوش حبیب خدا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پرورش پاتا۔ سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا جیسی عظیم مادر گرامی سے مادی و معنوی خوراک حاصل کرتی رہیں۔ جب کہ پدر بزرگوار جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام جیسے پہلوان و بہادر کا سایہ رہا ہو اور بچپن میں جناب حسن اور جناب حسین علیہما السلام جیسے دو معصوم بھائیوں کے ساتھ رہی ہوں جو جوانان جنت کے سردار ہیں۔

کیا کسی فضا اور ماحول میں خیر و سعادت کے علاوہ بھی کچھ ہو سکتا ہے؟ کیا ایسے گھرانے میں یہ توقع ممکن ہے کہ جناب سیدہ زینب علیہا السلام کے علاوہ کسی اور فطرت و مزاج کی خاتون پیدا ہو، جو اپنے مقام پر خواتین عالم کیلئے باعث افتخار بن جائے؟

آغوش پاک مادر گرامی

سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی پاک بیٹی نے آپ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پا کر سن رشد کو پہنچیں۔ زینب علیہا کا گوشت و خون سیدہ فاطمہ زہراء کے گوشت و خون سے بنی تھی جو پیغمبر کے ذریعے شکل پکڑ چکی تھی، کا ظہور دنیا میں ہوتا ہے جس کی عالم گیری روشنی اور خوشبوؤں کو زندہ کرتی ہے اور جس کو دیکھ کر انسان کا دل مسرت و شادمانی حاصل کرتا ہے۔ سیدہ فاطمہ زہراء کا وجود بھی جو عفت و عصمت و تقویٰ کی مالک ہیں اور آپ بچوں کو اپنی والدہ محترمہ کے گھر اور بیاں اور اسی تمام عرصہ میں اپنی مادر گرامی کی ہم راز و ہم آواز تھیں۔ سیدہ طاہرہ کی تنہائی اس بیٹی کے غم سے باقی نہ رہی اور حضرت زینب نے تنہا سیدہ کی خلوت کو دور کیا۔

زینب علیہا اپنی والدہ گرامی کے ساتھ ہمیشہ رہیں اور آپ کی ہم نوا و ہم خیال بنیں اس طرح کہ آپ کی شخصیت اپنی والدہ محترمہ کی شخصیت کے ساتھ اس طرح آمیختہ ہو گئی کہ آپ "ثانی زہرا" اور "صدیقہ صغریٰ" کہلائیں بلکہ آپ کو "عصمت کبریٰ" کا لقب تسلیم کیا گیا۔ اپنی مادر گرامی کے تمام بزرگ رنگ اخلاق و صفات و راہ و رسم رسول اکرم کے ساتھ ان کے عشق و محبت، فرائض سے پیوستگی، مقام کی عفت رسول اکرم کی اطاعت اور ان کے کمالات کی عظمت کا مقام سب آپ میں ہے۔ سیدہ زینب علیہا السلام علیہا کیلئے ایسے سبق ہے جن کے نقش آثار ثانی زہرا کی صورت عمر بھر باقی ہے۔

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا منصوبہ وصیت کا کردار قرآن آموزی اور تعلیم قرآن کیلئے تشکیل دیں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور محبت خدا نے بزرگ سادگی اور بچپن اور سب سے بڑی بات آپ کا خدا میں بیمار ہونا، قرآن کی تلاوت اپنی تمام قوتوں اور زندگی کی قربانی وغیرہ سب باتوں کیلئے چاہیے کہ قارئین کرام سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی سیرت کی تحقیق کریں۔

حضرت پیغمبر اکرم کے کنار عاطفت کا زمانہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام گرامی زینب رکھا۔

آنحضرتؐ کو آپ سے گہری محبت تھی جنہیں اپنی آغوش میں بٹھا کر اصول سے راز و نیاز کی کرتے، ان کی تربیت بھی اپنی مادر گرامی کی طرح آنحضرتؐ کے زیر سایہ ہوئی یہاں تک کہ یہ بات مشہور ہو گئی کہ یہ (زینب علیہا) ہو بہو اپنی والدہ محترمہ کی طرح ہی پروان چڑھی ہیں چنانچہ ثانی زہرا سلام اللہ علیہا پیغمبر اکرمؐ سے بہت زیادہ مانوس تھیں۔ آپ آنحضرتؐ کے فرمودات سے بہت زیادہ بہرہ مند ہوئیں، آنحضرتؐ سے بہت سی ایسی باتیں سنیں اور سیکھیں جن کو مستقبل کے محدثین نے ثانی زہرا سلام اللہ علیہا سے نقل کیا، ہم جانتے ہیں کہ اہل سنت حضرات کے محدثین اس اعتبار سے سیدہ زینبؑ کو راویان رسول خداؐ میں شامل کرتے ہیں۔

آپ کی تربیت کے عوامل میں بیت رسالت، محیط نبوت اور ماں نانی کی تربیت، یعنی گھر جس کا ہر پہلو کاشانۂ عبادت اور مرکز حیات و شعور ابدی تھا اسی گھر میں آیۂ تطہیر اور پورے کا پورا قرآن نازل ہوا۔ اس گھر کے افراد وہ عظیم افراد تھے جن کے معلم خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔

اس طرح ثانی زہرا سلام اللہ علیہا نے آغوش پیغمبر اسلامؐ میں ہوش سنبھالا اور نبوت و ولایت کے گہوارۂ تطہیر کی اہم ترین شاخ قرار پائیں، یہی وجہ ہے کہ تربیت میں آپ نے عمدہ ترین کمال حاصل کئے اور کمال عفت، تقویٰ، عبادت، محبت خدا اور تعلق اور خدمت دین کی صفات میں کامل ہو کر تربیت روحانی کے بلند ترین درجات تک پہنچ گئیں۔

دور طفولیت پدر بزرگوار

صدیقہ صغریٰؑ نے دامن ولایت علی المرتضیٰ علیہ السلام میں پرورش پائی۔ آپ اپنے والد گرامی کی محبت و شفقت کا مرکز اور آپ کی مبارک آنکھوں کا نور تھیں ایک وقت تھا جب امیر المومنینؑ خود اپنے دست مبارک سے لقمہ آپ کے دہن مبارک میں دیتے اور اپنے لطف و شفقت کی حرارت سے آپ کی پرورش فرماتے۔ آپ نے آغوش پدر کے سائے میں ولایت سے حصہ پایا یا باب مدینۂ علم کی آغوش شفقت میں پرورش پائی۔ رحلت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد آپ کی والدہ گرامی کی دنیا سے رحلت، آپ کے پدر عالی مقدار کی آپ کی طرف زیادہ محبت کا سبب بنی۔ اپنے عظیم باپ کی نگہداشت زندگی کے مراحل میں اپنے ذاتی مسائل میں گرانقدر باپ سے حصول علم و اسباق اخلاق، دیانت و توحید، برداشت و تحمل کی تربیت پائی اور یہ ماحول و کیفیت و محبت مدینہ سے کوفہ تک شہادت امیر المومنین علیہ السلام تک مسلسل طور پر جاری رہا۔

اس عظیم باپ بیٹی کی تاریخ زندگی حصول و مقصد ہے بعض دستاویز تاریخ نشاندہی کرتی ہیں کہ بعض اوقات باپ اور بیٹی کے درمیان راز و نیاز کی باتیں بھی ہوا کرتی تھیں جن کی طرف ہم بطور نمونہ اشارہ کرتے ہیں۔

"الفت علی ابی زینب و کانت علی یسارہ"

حضرت علیؑ نے حضرت زینبؑ کی طرف جو آپ کے بائیں طرف تھیں توجہ فرمائی

"فقالت یا ابتاہ اتحبنا"

تو سوال زینبؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا "بابا جان! کیا آپ کو ہم سے محبت ہے؟"

"قال نعم اولادنا اکبادنا"

فرمایا "ہاں بیٹی! ہماری اولاد ہمارے جگر کے ٹکڑے ہیں۔"

"فقالت یا ابتاہ حبان لا یجتمعان فی قلب المومن"

عرض کیا "بابا جان! مومن کے دل میں دو محبتیں تو جمع نہیں ہو سکتیں۔"

"حب اللہ و حب الاولاد" (یعنی اللہ کی محبت اور اولاد کی محبت ہیں۔)

"وان کان لابد" "اور اگر یہ محبت ضروری ہے تو پھر چاہیے کہ

"فالشفقۃ لنا والحب للہ خالصا"

ہماری طرف شفقت ہو اور محبت اللہ تعالیٰ کی جانب مخصوص ہو۔

"فازداد علی حبا" اپنی عزیز بیٹی کی اس بات نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی محبت آپ سے اور زیادہ کر دی تھی۔

برادران عظیم کی ہمراہی

صدیقہ صغریٰؑ کا بچپن اس گھرانے میں گزرا ہے جہاں آپ نے اپنے دو بھائیوں کے ساتھ بچپن گزارا اور دونوں بھائی آپ کے ہم تربیت رہے جو دونوں سال تمام عصمت ہیں۔ (باقی آئندہ نمبر 23 کالم نمبر 2 پر)

حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے فرمودات

انتخاب — ظہیر عباس (فاضل دمشق)

ظالم کی پہچان اس کے سیاہ کارناموں سے ہوتی ہے

جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے خطبہ کے بہت سے اجزاء میں سے ایک پہلو یزید کے خاندان کے سیاہ کارنامے اور اس کی پلید نسل کے بیٹے ہیں جبکہ بی بی زینبؑ خاندان یزید کی پلیدی کو آشکار کرتی ہیں اور کسی شخص میں اس کی تردید کی طاقت نہیں ہے۔ اے یزید تو ہندہ کا بیٹا ہے اور ہندہ وہ عورت ہے کہ جس نے جنگ احد میں سید الشہداء حضرت حمزہؑ کا جگر اپنے دانتوں سے چبا کر پھینک دیا تھا اپنے خاندان سے ساتھ کرنے کے لیے [illegible] کی جا سکتی۔

تاریخ اسلام میں اسیری کی تعریف

جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا یزید کو اس طرح خطاب کرتی ہیں طلقاء ان لوگوں کو کہتے ہیں جو کہ رسول خداؐ سے دشمنی رکھتے تھے جنگ کرتے تھے لیکن فتح مکہ کے وقت رسولؐ نے انہیں آزاد کر دیا تھا اور فرمایا تھا "اذھبوا انتم الطلقاء" جاؤ تم سب آزاد ہو یزید انہی طلقاء کی نسل سے ہے جنہیں رسولؐ نے آزاد کر دیا تھا اور آج اس نے خاندان پیغمبرؐ کو اسیر بنا رکھا ہے اس جملے کے ذریعے بی بی زینبؑ نے یزید کو یہ سمجھایا کہ حقیقت میں تو قیدی ہے ہماری اسیری ہماری ذلت پر دلیل نہیں ہے بلکہ تیری ذلت تیری شکست اور ہماری کامیابی پر دلیل ہے۔

جناب سیدہ زینبؑ کی اس تقریر سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ زینبؑ کو تاریخ اسلام پر کتنا عبور تھا۔

حزب اللہ اور گروہ شیطان

جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اپنے بزرگوار خاندان کے کام کو حزب اللہ اور یزید کے ناپاک خاندان کو گروہ شیطان کے نام سے یاد کرتی ہیں اور فرماتی ہیں بڑے تعجب کی بات ہے کہ حزب اللہ گروہ شیطان اور آزاد شدہ لوگوں کے ہاتھوں مارا جائے ہمارا خون تمہارے ہاتھوں سے ٹپک رہا ہے اور تمہارے منہ سے ہمارا گوشت نکل رہا ہے۔

پردہ کی اہمیت

جناب سیدہ زینبؑ کے کلام سے حجاب و پردہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے آپ نے دربار کو یہ پیغام دیا جا سکتا ہے وقت و حجاب کا پیغام ہے جناب زینبؑ خاندان پیغمبرؐ کی خواتین بیٹیوں کو قیدی بنا کر شہروں شہروں کو پھرایا اور بازاروں میں [illegible] پھرانے پر سخت لہجے میں اعتراض کرتی ہیں اور اس حرکت کو عمل کے خلاف قرار دیتی ہیں یہ حمایت مسلمان عورت کے حجاب و عفت کی اہمیت کی عکاس ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

پیشین گوئی

جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے اپنے خطبہ کے آخر میں اعتماد کے ساتھ فرمایا اے یزید تو اپنے تمام مکر و حیلوں کو استعمال کر لے اور اپنی پوری طاقت سے کوشش کر لے لیکن تم ہمارے ذکر کو ہماری یاد کو نہیں مٹا سکتا ہے اور وحی الٰہی کو نابود نہیں کر سکتا ہے ہر تعریف خدا ہی کیلئے ہے کہ جس نے ہمارا آغاز سعادت و مغفرت سے اور اختتام شہادت و رحمت پر کیا۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا کا ایک نہ ایک قول ہے آپ فرماتی ہیں خداوند تعالیٰ تم پر حقیقت واضح فرمائے گا [illegible] آئے گا [illegible] ☆

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل اور باقی امت پر امتیازات سے متعلق چالیس احادیث

سید افتخار حسین نقوی نجفی (ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں متعدد مقامات پر اپنی امت کو اپنے وصی اور اپنے بعد خلیفہ اور امام برحق حضرت علی علیہ السلام کے فضائل اور ان کی خصوصیات اور ان کے امتیازات کو بیان فرمایا ہے جو اہل سنت کے حدیثی مصادر اور شیعی حدیثی مصادر میں ذکر ہوئے ہیں۔ ہم اس جگہ بغیر تبصرہ کے ان احادیث مبارکہ کا ترجمہ اور عربی متن کے ساتھ عوام کی استفادہ کیلئے درج کرتے ہیں۔

۱۔ ان علیا رایة الهدی وامام اولیائی ونور من اطاعنی وهو الکلمة التی الزمتها المتقین من احبه احبنی ومن ابغضه ابغضنی

تحقیق علی ہدایت کا پرچم ہیں میرے اولیاء کا امام ہیں جس نے میری اطاعت کی اس کیلئے نور ہیں وہ ایسا کلمہ ہے جسے متقیوں نے لازمی قرار دیا ہے جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (حلیۃ الاولیاء ج۱ ص۶۷)

۲۔ ان علیا اول اصحابی اسلاما، واکثرهم علماً

تحقیق علی میرے اصحاب میں اسلام لانے والوں میں پہلے ہیں اور سب سے زیادہ علم والے ہیں (الغدیر ج۳ ص۱۸۲)

۳۔ ان علیا احب الرجال الی واکرمهم علی

تحقیق علی میرے نزدیک تمام مردوں میں زیادہ پیارے ہیں اور میرے نزدیک تمام مردوں میں زیادہ کرامت والے ہیں ([illegible])

۴۔ علی خیر امتی واعلمهم علما وافضلهم حلما

علی میری امت میں بہترین ہیں اور ان میں زیادہ علم والا ہے اور حلم میں سب سے زیادہ فضیلت والا ہے (کنز العمال ج۶ ص۱۵۳، ۳۹۲۔۳۹۸)

۵۔ علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر

علی تمام مسلمانوں میں بہترین ہیں جو اس فضیلت کا انکار کرے تو وہ کافر ہوا۔ (کنز العمال ج۶ ص۱۵۹، کنوز الحقائق باب الشین، تاریخ بغداد ج۳ ص۱۹۲)

۶۔ علی باب علمی ومبین لامتی ما ارسلت به من بعدی

علی میرے علم کا دروازہ ہے جو کچھ دے کر میں بھیجا گیا وہ میرے بعد علی اسے بیان کرنے والے ہیں (کنز العمال ج۶ ص۱۵۶، کشف الغمہ ج۱ ص۲۰۲)

۷۔ علی اخی ووزیری وخیر من اترک بعدی

علی میرے بھائی ہیں اور میرے وزیر ہیں اور جن کو میں اپنے بعد چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے بہترین ہیں (مجمع الزوائد ج۹ ص۱۱۳)

۸۔ علی امیر المومنین، وامام المتقین، وقائد الغر المحجلین

علی امیر المومنین ہیں، متقیوں کے امام ہیں، سفید پیشانی والوں کے قائد ہیں۔ (الغدیر ج۱۰ ص۲۷۸)

۹۔ علی سید مبجل، مؤمل المسلمین وامیر المومنین وهو اخی فی الدنیا والآخرة

علی بڑی شان والے سردار ہیں، مسلمانوں کی امید کا مرکز ہے، امیر المومنین ہیں اور دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں (الغدیر ج۷ ص۱۷۶)

۱۰۔ علی عیبة علمی

علی میرے علم کا ظرف ہیں (شرح ابن ابی الحدید ج ۲ ص ۲۹۸ ـ مصباح الانوار ج ۲ ص ۵۶)

۱۱۔ علی خازن علمی

علی میرے علم کے خزانہ دار ہیں (شرح ابن ابی الحدید ج ۲)

۱۲۔ علی خیر امتی اعلمهم علما وافضلهم حلما

علی میری امت کے بہترین ہیں وہ علم میں سب سے بڑے عالم ہیں اور حلم میں سب پر فضیلت رکھنے والے ہیں (کنز العمال ج ۶ ص ۱۵۳ ذخائر العقبیٰ ص ۷۸)

۱۳۔ حق علی علی هذه الامة کحق الوالد علی الولد

علی کا اس امت پر ایسا حق ہے جیسے والد کا اولاد پر حق ہوتا ہے۔ (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۷۲ ـ مناقب خوارزمی ص ۲۳۲)

۱۴۔ علی قسیم الجنة والنار

علی جنت اور جہنم تقسیم کرنے والے ہیں (الغدیر ج ۲ ص ۳۲۲)

۱۵۔ علی مع الحق والحق مع علی وعلی لسانه یدور

علی حق کے ساتھ ہے حق علی کے ساتھ ہے حق علی کی زبان پر گھومتا ہے۔ (الغدیر ج ۳ ص ۱۷۸)

۱۶۔ وعلی مع القرآن والقرآن معه لا یفترقان حتی یردا علی الحوض (مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۲۴ ـ تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۷۳ ـ الصواعق ص ۷۵)

علی قرآن کے ساتھ ہے قرآن علی کے ساتھ ہیں دونوں آپس سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اکٹھے میرے پاس حوض پر آئیں گے۔

۱۷۔ علی منی بمنزلة الرأس من بدنی (تاریخ الخطیب ج ۷ ص ۱۲ ـ الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۶۴ ـ الصواعق ص ۷۵)

علی کی مثال مجھ سے ایسی ہے جیسے سر کی مثال جسم سے ہوتی ہے۔

۱۸۔ اوحی الی فی علی ثلاثة سید المسلمین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین (مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۱۳۸)

میرے لئے علی کے بارے تین باتوں کی وحی کی گئی کہ علی مسلمانوں کے سردار ہیں متقیوں کے امام ہیں اور سفید پیشانی والوں کے قائد ہیں۔

۱۹۔ اذا جمع الله الاولین والآخرین یوم القیمة ونصب الصراط علی جسر جهنم ما جازها احد حتی کانت معه براءة بولایة علی بن ابی طالب علیه السلام (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۷۲)

جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو قیامت کے دن جمع کرے گا اور (صراط) کو جہنم کے پل پر نصب کر دیا جائے گا تو کوئی بھی اس راستے پر سے نہ گزر سکے گا مگر جس کے پاس علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے برأت نامہ ہو گا۔

۲۰۔ ما من نبی الا وله نظیر فی امته وعلی نظیری

کوئی بھی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا نظیر ایک شخص اس کی امت میں ہوتا ہے تو میری نظیر (مانند) علی ہیں (الریاض النضرہ ج ۲ ص ۲۱۴)

۲۱۔ لمبارزة علی لعمرو بن عبدود افضل من اعمال امتی الی یوم القیمة

تحقیق علی کا عمرو بن عبدود کے مقابل میں لڑنا میری امت کے قیامت تک کے اعمال سے افضل ہے (مستدرک الحاکم ج ۳ ص ۳۲)

۲۲۔ لضربة علی افضل من عبادة الثقلین (السیرۃ الحلبیہ ج ۲ ص ۳۳۹)

علی علیہ السلام کی ضربت (خندق کے دن) ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔

۲۳۔ ولو ان عبدا عبد الله عزوجل مثل ما قام نوح فی قومه وکان له مثل احد ذهبا فانفقه فی سبیل الله ومد فی عمره حتی حج الف عام علی قدمیه ثم قتل بین الصفا والمروة مظلوما ثم لم یوالیک یا علی لم یشم رائحة الجنة ولم یدخلها (المناقب للخوارزمی ص ۳۹)

اگر ایک ایسا آدمی ہو جس نے اللہ کی اتنی مقدار عبادت کی ہو جتنی مقدار نوح اپنی قوم میں رہے تھے اور اس کے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو جسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اور اس کی اتنی لمبی عمر ہو کہ ایک ہزار حج پیدل کرے پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم قتل کر دیا جائے اگر ایسا شخص اے علی! تیرے ساتھ مودت (محبت) نہیں رکھتا تو وہ جنت کی بو تک کو نہ پا سکے گا اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہو گا۔

۲۴۔ ستکون بعدی فتنة فاذا کان ذلک فالزموا علی بن ابیطالب

خلافته اول من يصافحني يوم القيمة وهو الصديق الاكبر وهو فاروق هذه الامة يفرق بين الحق والباطل وهو يعسوب المومنين والمال يعسوب المنافقين (الاستيعاب ج۴ ص۱۷۴۴، الاصابہ ج۴ ص۱۷۱)

میرے بعد فتنہ ہوگا تو جب ایسا ہو تو علی بن ابی طالب کا دامن پکڑ لینا کیونکہ وہی پہلا شخص ہوگا جو قیامت کے دن میرے ساتھ مصافحہ کریں گے وہی صدیق اکبر ہیں اور وہی اس امت کے فاروق ہیں جو حق و باطل کے درمیان فرق کریں گے وہی مومنوں کیلئے خیر و برکت کے سردار ہیں جبکہ مال منافقوں کا سردار ہے۔

۱۵۔ هذا امير البررة قاتل الفجرة منصور من نصره مخذول من خذله (احکام القرآن الجصاص ج۱ ص۵۱۰)

امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ شخص نیکوکاروں کا امیر ہے اور فاجروں کا قاتل ہے جو اس کی نصرت کرے وہ کامیاب ہے اور جو اس سے بے تعلقی کرے وہ ناکام ہے۔

۱۶۔ من اطاع عليا فقد اطاعني ومن عصى عليا فقد عصاني

جس نے علی کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے علی کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (المستدرک ج۳ ص۱۲۸)

۱۷۔ عنوان صحيفة المؤمن حب علي بن ابي طالب

مومن کی کتاب کا عنوان علی بن ابی طالب سے محبت ہے (المستدرک ج۳ ص۱۲۸)

۱۸۔ لو ان عبدا عبد الله سبعة آلاف سنة ثم رجع الى الله عزوجل يبغض علي بن ابيطالب جاحدا لحقه ناكثا لولايته لاتعس خيره وجدع انفه (المستدرک ج۳ ص۱۲۹)

اگر ایک آدمی خدا تعالیٰ کی سات ہزار سال عبادت کرے پھر اللہ کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ حضرت علی بن ابی طالب سے بغض رکھتا ہو اس کے حق کا انکاری ہو اس کی ولایت کے عہد کو توڑنے والا ہو تو اللہ اسے خیر سے بے نصیب کر دے گا اور اس کی ناک کو ذلت کی خاک سے آلودہ کرے گا۔

۱۹۔ لا يجوز احد الصراط الا من كتب علي الجواز

کوئی ایک بھی پل صراط سے نہ گزر سکے گا مگر یہ کہ علی نے اس کیلئے گزرنے کا پروانہ تحریر کر دیا ہوگا (وہ گزر سکے گا) (المستدرک ج۳ ص۱۲۹)

۲۰۔ مرحبا بسيد المسلمين وامام المتقين

حضرت علی علیہ السلام کو دیکھ کر فرمایا: اے مسلمانوں کے سردار، متقیوں کے امام خوش آمدید (حلیۃ الاولیاء ج۱ ص۶۶)

۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو سورۂ برأت دے کر بھیجا کہ وہ مکہ جائیں اور مشرکین پر پڑھیں تو وہ سورۂ برأت لے کر مکہ کی طرف چل دیئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بعد ان کے پیچھے حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا کہ تم راستہ میں ابوبکر سے ملو اور ان سے سورۂ برأت لے لو اور تم جا کر مکہ میں اس پیغام کو پہنچاؤ۔

حضرت ابوبکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور رو دیئے کہا میرے بارے اللہ کی طرف سے کوئی حکم نازل ہوا ہے تو آپ نے فرمایا

"ماجاءت فيك الا خير ولكن امرت ان لا يبلغه الا انا او رجل مني"

تمہارے بارے سوائے خیر کے کچھ بھی نازل نہیں ہوا لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس پیغام کو یا تو میں خود پہنچاؤں یا ایسا آدمی پہنچائے جو مجھ سے ہے۔

(مسند احمد ج۱ ص۳، کنز العمال ج۱ ص۲۴۷، الکنجی فی الکفایہ ص۱۲۵، تاریخ ابن کثیر ج۷ ص۳۵۷، الغدیر ج۶ ص۳۳۸-۳۵۰)

۲۲۔ خلق الناس من اشجار شتى وخلقت انا وعلي بن ابي طالب من شجرة واحدة

سارے انسانوں کو مختلف درختوں سے خلق کیا گیا اور مجھے اور علی بن ابی طالب کی خلقت ایک درخت سے ہوئی ہے (الغدیر ج۳ ص۸)

۲۳۔ ان الحق معك والحق على لسانك وفي قلبك وبين عينيك والايمان مخالط لحمك ودمك كما خالط لحمي ودمي

حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بیشک (اے علی) حق آپ کے ساتھ ہے آپ کی زبان پر حق ہے آپ کے دل میں حق ہے آپ کی آنکھوں میں حق ہے آپ کے گوشت اور خون میں حق اس

طرح ملا ہوا ہے جس طرح روح میرے خون اور گوشت میں ملی ہوئی ہے۔

(الغدیر ج ۲ ص ۸)

۲۴۔ یا علی انت الصدیق الاکبر، انت الفاروق الذی تفرق بین الحق والباطل وانت یعسوب الدین (الغدیر ج ۱۰ ص ۱۸۶)

(اے علیؑ) تو صدیق اکبر ہے اور تو ہی وہ فاروق ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرتا ہے اور تو دین کا یعسوب ہے۔

۲۵۔ یا علی انت اخی وصاحبی ورفیقی فی الجنة (تاریخ الخطیب ج ۱۲ ص ۲۶۸، کنز العمال ج ۶ ص ۴۰۲)

(اے علیؑ) تو میرا بھائی ہے، میرا ساتھی ہے اور جنت میں میرا رفیق ہے۔

۲۶۔ انت اول داخل الجنة من امتی وان شیعتک علی منابر من نور مسرورون مبیضة وجوههم حولی اشفع لهم فیکونون غدا فی الجنة جیرانی (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۳۱، کفایة الطالب ص ۱۳۵)

(اے علیؑ) میری امت سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے آپؑ ہیں اور بے شک آپؑ کے شیعہ نور کے منبروں پر براجمان ہوں گے اور وہ خوش ہوں گے ان کے چہرے سفید ہوں گے اور میرے گرد ہوں گے میں ان کی شفاعت کروں گا کل جنت میں وہ میرے ہمسایہ ہوں گے۔

۲۷۔ انا المنذر وانت یا علی الهادی (الغدیر ج ۲ ص ۱۵)

میں ڈرانے والا ہوں اور اے علیؑ آپ ہدایت دینے والے ہیں۔

۲۸۔ انا منک وانت منی (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۰۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۴)

(اے علیؑ) میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے ہے۔

۲۹۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت ذوالعشیرہ میں فرمایا

یا بنی عبدالمطلب ان اللہ قد بعثنی الی الخلق کافة وبعثنی الیکم خاصة فقال وانذر عشیرتک الاقربین (الشعراء ۲۱۴) وانا ادعوکم الی کلمتین خفیفتین علی اللسان ثقیلتین فی المیزان شهادة ان لا اله الا الله وانی رسول الله فمن یجیبنی الی هذا الامر ویؤازرنی یکون اخی ووزیری ووصیی ووارثی وخلیفتی من بعدی ومن لم یجبه احد منهم فقام علیؑ وقال: انا یا رسولؐ الله! قال اجلس ثم اعاد القول علی القوم ثانیة فصمتوا فقام علیؑ، قال: انا یا رسولؐ الله فقال: اجلس ثم اعاد القول علی القوم ثالثا فلم یجبه احد منهم فقام علیؑ فقال: انا یا رسولؐ الله فقال: اجلس فانت اخی، ووزیری، ووصیی، ووارثی، وخلیفتی من بعدی (السیرة الحلبیة ج ۱ ص ۳۰۴، طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۷۱، الغدیر ج ۲ ص ۲۷۸، ۲۸۹)

اے فرزندانِ عبدالمطلب، اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری مخلوق کی طرف مبعوث کیا ہے اور تمہارے لیے خصوصی طور پر بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تم اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ، میں آپ کو دو باتوں کی دعوت دیتا ہوں جو زبان پر ادا کرنے میں ہلکے ہیں اور میزان (ترازو) میں بھاری ہیں

۱۔ لا الہ الا اللہ ۲۔ یہ کہ میں رسول اللہ ہوں

پس جو شخص میری اس بات کو مانے گا اور میری مدد کرے گا تو وہ میرا بھائی ہے میرا وزیر ہے، میرا وصی ہے، میرا وارث ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔ یہ بات سن کر سب خاموش ہو گئے تو ان میں سے کسی نے جواب نہ دیا تو علیؑ کھڑے ہوئے اور جواب دیا کہ اس کے لیے میں حاضر ہوں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم (علیؑ) بیٹھ جاؤ۔

آپؐ نے دوبارہ یہی بات دہرائی پھر کسی نے جواب نہ دیا پھر علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ "انا یا رسول اللہ" میں حاضر ہوں اس کے بعد پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی بات دہرائی پھر کسی نے جواب نہ دیا پھر حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہؐ، رسول اللہؐ نے فرمایا آپ بیٹھ جاؤ۔

تیسری مرتبہ پھر رسول اللہؐ نے وہی بات دہرائی پھر کسی نے جواب نہ دیا اور علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور عرض کیا "انا یا رسول اللہ" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ بیٹھ جائیں آپ ہی میرے بھائی ہیں، میرے وزیر ہیں، میرے وصی ہیں، میرے وارث ہیں اور میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔

۳۰۔ ۱۸ ذوالحجہ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے میدان میں طویل خطبہ دیا۔ جس میں آپؐ نے فرمایا

ایها الناس من اولی الناس بالمومنین من انفسهم؟ قالوا: الله

ورسوله اعلم قال: ان الله مولاي وانا مولى المؤمنين، وانا اولى بهم من انفسهم فمن كنت مولاه فعلي مولاه يقولها ثلاث مرات وفي لفظ احمد امام الحنابلة اربع مرات ثم قال: اللهم وال من والاه، وعاد من عاداه، واحب من احبه وابغض من ابغضه وانصر من نصره واخذل من خذله وادر الحق معه حيث دار: الا فليبلغ الشاهد الغائب (الغدیر جلد ۱ ص ۱۱)

اے حضرات، مومنین کیلئے خود ان کے اپنے سے زیادہ کون ہے جو زیادہ اختیار رکھتا ہے؟ تو سب نے کہا کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ اس بات کو بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

بالتحقیق اللہ میرے مولا ہیں اور میں مومنوں کا مولا ہوں۔ میں مومنین پر خود ان کے اپنے جانوں سے زیادہ اختیار رکھتا ہوں (تو یہ سب بات جان لو) کہ جس کا میں مولا ہوں تو علیؑ اس کے مولا ہیں۔ اس بات کو تین مرتبہ دہرایا اور حنابلہ کے امام احمد نے بیان کیا کہ اس بات کو آپ نے چار مرتبہ دہرایا۔ پھر فرمایا: بار الٰہا!

اس سے دوستی رکھ جو علیؑ سے دوستی رکھے

اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی کرے

اس سے محبت کر جو علیؑ سے محبت کرے

اس سے بغض رکھ جو علیؑ سے بغض رکھے

اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے

اسے رسوا کر جو علیؑ سے بے تعلقی کرے

اور حق کو ادھر پھیر دے جدھر علیؑ جائیں

اس کے بعد فرمایا: جو کچھ میں نے بیان کیا جو حاضر اور موجود ہیں وہ اس بات کو ان تک پہنچا دیں جو اس وقت یہاں پر حاضر نہیں۔

اس حدیث کو حضرت ۔۔۔ حسین نوری ۔۔۔ کی کتاب ۔۔۔ ص ۲۳۲ سے ۲۳۵ تک سے نقل کیا گیا ہے جس میں ان کے حوالہ جات کو درج کیا ہے۔

❀❀—❀—❀❀

خوشخبری: قارئین پیام زینبؑ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی سہولت کیلئے پیام زینبؑ کی ایڈریس ویب سائٹ جاری کر دی گئی ہے۔ (ادارہ)

(ترجمہ ۔۔۔ توبہ کرنے والوں کی مناجات)

جس طرح دھوپ پڑنے پر جب بادل کا سایہ آ جاتا ہے تو سکون ملتا ہے یہی وہ چیز ہے جس سے وہ خواست گار ہے کہ گناہوں کی وجہ سے اس کی آتش روشن ہو چکی ہے جو مجھے اپنی گرمی سے پگھلا رہی ہے تو اپنی رحمت کے بادلوں کا سایہ میرے گناہوں پر ڈال دے اس طرح مجھے سکون مل جائے گا۔

دوسرے جملے میں یہ عرض کیا ہے کہ جس طرح بھڑکتی آگ کے شعلوں پر بادل برس جائیں تو آگ بجھ جاتی ہے میرے سب گناہوں کی آگ کے شعلے بہت تیز ہیں یہ مجھے جلائے جا رہے ہیں جہاں پر تو اپنی رحمت کا سایہ میرے اوپر ڈال کر گرمی کی شدت کو کم کر دے وہاں میری تمنا ہے اور خواست ہے کہ اپنی مہربانیاں میرے اوپر کر دے اور مہربانی کے بادلوں کو برسا کر میرے گناہوں کی آگ کو بجھا دے تاکہ میں جلنے سے بچ جاؤں یہ تیرا کرم ہوگا تیری مہربانی ہے یہ میری تمنا ہے وہ خواست ہے اسے قبول کر لے۔

(ترجمہ ۔۔۔ ثانی زہرا جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا)

دونوں اس امت کے امام ہیں خواہ کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں

"الحسن والحسين امامان قاما او قعدا"

دونوں بھائیوں کو جنتیوں میں مثال ہیں جن کو حسنین کہا جاتا ہے۔

یہ گھر جو مدینہ میں مقام عصمت کو پہنچے وہیں پرورش پائی اور اس گھر میں سب سے زیادہ رسول اکرمؐ کی اور پھر تربیت حسنینؑ کی نظر رحمت کی اور شفقت کی اپنے والدین کی نظروں کے سامنے سب کچھ ماں باپ کی آنکھیں روشن تھیں۔

جناب سیدہ زینب علیہا سلام اللہ علیہا بچپن میں ہی اس گھر میں علم و تربیت کی روشنی ... کا سایہ ... سر پر تھا ... جس کے آخر میں ... رسالت مآبؐ ... شہادت ... جنہوں نے ثانی زہراؑ ... کی۔

❀❀—❀—❀❀

مسائل کا روحانی و نورانی حل

حسن مراد زادہ

آپ سے گزارش ہے

محترم قارئین! ہمیں اکثریت کی طرف سے تقاضا تھا کہ جسمانی امراض کے بارے میں کچھ دعائیں، تعویذ تحریر کریں۔ اس دوران ہم نے زیارات مقامات مقدسہ کے دوران قم المقدسہ سے کتاب "چشمہ رستگاری" تالیف آقای عبد الباسط شبیب زادگان حاصل کی۔

مؤلف نے ۳۲۱ صفحات پر مشتمل چھوٹے سائز کی اس ضخیم کتاب میں دعاؤں کا تعلق مختلف امراض پر خوبصورت انداز میں لکھا ہے۔ ہم اس کتاب سے کچھ اعمال ترجمہ کر کے آپ کی نذر کر رہے ہیں۔

دعائیں پڑھتے وقت یہ خیال رہے کہ واجبات باقاعدہ ادا کر کے اسے پڑھا جائے اور (۸۰) مرتبہ حضرت حجت آل محمد (عج) امام زمانہ کا صدقہ دیا جائے اور اخلاقی خوبی سے آراستہ رہیں کیا معلوم یہی وہ دعا ہو جائے تو انشاءاللہ آپ کے جسمانی امراض سے مکمل شفا ملے گی اس کے پڑھنے میں سب سے زیادہ دخل رہتا ہے۔

● شیخ ابراہیم کفعمی نے مصباح کفعمی میں لکھا ہے کہ تمام مصائب اور جسم کے دردوں کو دور کرنے کے لیے ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھے

"يَا مَنْ كَبَسَ الْاَرْضَ عَلَى الْمَاءِ وَسَدَّ الْهَوَاءَ بِالسَّمَاءِ وَاخْتَارَ لِنَفْسِهِ اَحْسَنَ الْاَسْمَاءِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَافْعَلْ بِيْ كَذَا وَكَذَا وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ مِنْ كَذَا وَكَذَا"

● سید علامہ احمد حسین نوری کی کتاب عدۃ الداعی حرم شیخ قم المقدسہ ۱۳۳۶ھ میں لکھی گئی ہے۔

چشمہ رستگاری تالیف عبد الباسط شبیب زادگان طبع قم المقدسہ ۱۳۸۵ میں یہ روایت نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے جد حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مندرجہ ذیل دعا کو ایک مرتبہ یا چالیس مرتبہ پڑھے تو اس کے جسم میں کوئی بیماری نہ رہے گی اور نہ ہی جسم کا کوئی حصہ ہے۔ یہ دعا ہر درد کے لیے مؤثر عمل مجرب ہے۔ تالیف سید محمد تقی علامہ امینی طبع شہید حسین (ایران) ص ۲۹۶، ۳۱۰، ۳۱۲ پر نقل کی گئی اور اس کے علاوہ مندرجہ ذیل صفحات ہیں۔

تحفۃ الرضویہ ص ۱۱، ۱۰ حاشیہ عماد الاذکار (حکیم تقی) سے اس دعا کو سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ، علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ، شیخ ابراہیم کفعمی علیہ الرحمہ اور دیگر علمائے کرام نے اپنے مجربات میں لکھا ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ"

● حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں جو کوئی بیمار ہو یا جسم میں درد ہو یا کسی بھی جسمانی مرض میں مبتلا ہو مندرجہ ذیل دعا کو پڑھے

"يَا مُنْزِلَ الشِّفَاءِ وَمُذْهِبَ الدَّاءِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْ عَلٰى وَجَعِيَ الشِّفَاءَ"

● یہ تجربہ شدہ دعا ہے اگر کسی کے جسم کے کسی بھی حصے میں درد ہو تو وہاں جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ مندرجہ ذیل دعا کو پڑھے تو اس کے جسم کا درد ختم ہو جائے گا۔

تُسَكِّنُ بِهَا الْوَجَعَ وَاجْعَلِ الشِّفَاءَ فِيمَا أَجِدُ الضَّعِيفَ سَكِّنْ شَكْوَ رَحْمَتِكَ بِالَّذِي سَكَنَ لَهُ مَا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

● سید المومنین محمد الاسلام یہ مشہور ہے کہ ہر بیمار علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر کوئی گھر میں پہنچے اللہ تعالیٰ پر مصیبت، بیماری اور پریشانی سے نجات دے گا اس کو اس دعا کو (۷۰) مرتبہ پڑھے ... اللہ تعالیٰ اور معصومین کی حفاظت میں رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ يَا اللّٰهُ يَا حَفِيظُ يَا حَفِيظُ يَا رَقِيبُ

● تفسیر قرآن میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اسے چالیس مرتبہ اس آیت مبارکہ کو پڑھے

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ

● مکارم الاخلاق میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جسم کے جسمانی درد کے لئے مندرجہ ذیل دعا کو پڑھنا آسودگی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور پڑھو تو اس کے درد ختم ہو جائیں گے دعائے مبارکہ یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ كَمْ مِنْ نِعْمَةٍ لِلّٰهِ فِي عِرْقٍ سَاكِنٍ وَغَيْرِ سَاكِنٍ عَلٰى عَبْدٍ شَاكِرٍ وَغَيْرِ شَاكِرٍ

● اگر کسی کے جسم میں کسی حصہ میں درد ہو تو مندرجہ ذیل دعا کو تین مرتبہ پڑھے اور پڑھتے وقت دایاں ہاتھ متاثرہ جگہ پر رکھے تو انشاءاللہ درد سے نجات ملے گی۔

اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنِّي كُرْبَتِي وَعَجِّلْ عَافِيَتِي وَاكْشِفْ ضُرِّي

● حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو کوئی جسمانی درد میں مبتلا ہو مندرجہ ذیل دعا کو متاثرہ جگہ پر دایاں ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ پڑھے۔

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّي حَقًّا لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا اَللّٰهُمَّ أَنْتَ لَهَا وَلِكُلِّ عَظِيمَةٍ فَفَرِّجْهَا عَنِّي

● حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جسم کی کسی بھی بیماری کے لئے متاثرہ جگہ پر ہاتھ رکھ کر اس آیت مبارکہ کو تین مرتبہ تلاوت کریں درد سے نجات ملے گی۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ

● دلائل طوسی میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کا ارشاد نقل ہے کہ آپ نے فرمایا جس کسی کی آنکھ میں درد ہو اس دعا کو نماز فجر اور نماز مغرب کے بعد پڑھے تو اس سے مسلسل پڑھا جاتا ہے دعا مبارکہ یہ ہے

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَجْعَلَ النُّورَ فِي بَصَرِي وَالْبَصِيرَةَ فِي دِينِي وَالْيَقِينَ فِي قَلْبِي وَالْإِخْلَاصَ فِي عَمَلِي وَالسَّلَامَةَ فِي نَفْسِي وَالسَّعَةَ فِي رِزْقِي وَالشُّكْرَ لَكَ أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِي

● حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا ارشاد ہے کہ آنکھ میں تکلیف کے وقت حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا اور اپنے دست مبارک کو میری آنکھوں پر رکھا اور یہ دعا مبارک پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اكْفِهِ حَرَّهُ وَبَرْدَهُ وَقِهِ الْأَذٰى وَالْبَلَاءَ

● حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کی آنکھ میں درد ہو یا تکلیف ہو تو مندرجہ ذیل دعا کو کاغذ پر لکھ کر تعویذ کے طور پر اپنے پاس رکھے تو انشاءاللہ ہر قسم کی تکلیف ختم ہوگی۔

أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِقُوَّةِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِنُورِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِعَظَمَةِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِجَلَالِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِجَمَالِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِبَهَاءِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِجَمْعِ اللّٰهِ وَبِكُلِّ اللّٰهِ أَعُوذُ بِعَفْوِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِغُفْرَانِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِرَسُولِ اللّٰهِ وَأَعُوذُ بِالْأَئِمَّةِ (یہاں تمام ائمہ معصومین کے اسمائے مبارکہ کا تذکرہ کریں) عَلٰى مَا تَشَاءُ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْعَالَمِينَ

● حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے کہ اگر کسی کی آنکھ میں درد ہو تو مندرجہ ذیل دعا پڑھے اس کی آنکھوں کو تکلیف سے نجات ملے گی انشاءاللہ

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِي بِسَمْعِي وَبَصَرِي وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَيْنِ مِنِّي وَانْصُرْنِي عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِي وَأَرِنِي فِيهِ ثَأْرِي

● حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان رضوان اللہ

تعالیٰ کو یکتا کہا اور کہا کہ گھٹنوں کے درد کی وجہ سے بیٹھ نہیں سکتا تو آپ نے اس سے فرمایا
کہ گھٹنوں کا درد دائیں پہلو پر تھا۔ یہ روایت لکھنے کے بعد میں چند سطر کے
مولف نے یہ روایت لکھی ہے کہ مکارم الاخلاق میں حضرت امیر المومنین علی ابن
ابی طالب کا ارشاد ہے کہ آنکھوں کی کسی قسم کی بیماری ہو یا درد ہو تو یہ دعا پڑھ کر دم
کی جائے۔ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا

● درج ذیل آیات کو تین مرتبہ پانی پر پڑھ کر اس پانی سے آنکھوں کو دھویا جائے تو خداوند تعالیٰ ان آیات کی برکت سے شفا عطا فرمائے گا۔

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلٰى أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنّٰى يُبْصِرُونَ

● اگر کسی کی آنکھ میں درد ہو تو پانی پر یہ ذکر مبارک پڑھ کر اس پانی کو مٹی میں ملا کر اس سے آنکھوں کو دھوئے تو درد جاتا رہے گا۔

عَيْنُ الشَّمْسِ فِي لُجَّةِ الْبَحْرِ يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰى إِبْرَاهِيمَ

● ایک شخص کی آنکھوں کی روشنی کی وجہ سے بینائی کم ہو رہی تھی اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے کہ اس ذکر مبارک کو پڑھو اور اس کو ہاتھوں پر دم کر کے آنکھوں کو لگاؤ اور اس کے بعد آیت الکرسی کی تلاوت کرو اور اسے پڑھنا اپنی عادت بنا لو۔ اس شخص کا کہنا ہے کہ میں نے ذکر مبارک کو پڑھا اور پھر آیت الکرسی (العلی العظیم تک) کی تلاوت کی اور اسے پڑھتا رہا۔ ذکر مبارک درج ذیل ہے:

أُعِيذُ نُوْرَ بَصَرِي بِنُوْرِ اللهِ الَّذِي لَا يُطْفَأُ

● حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کے کان میں درد ہو تو اس دعا کو سات مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے کانوں پر پھیرے تو کان کا درد ختم ہو جائے گا۔

أُعِيذُ بِاللهِ الَّذِي سَكَنَ لَهُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

● حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر کسی کے کان میں درد ہو تو یہ آیت مبارکہ تین مرتبہ پڑھے اور اس کو لکھ کر اپنے کان پر تعویذ بنا کر باندھے تو اس درد سے نجات ملے گی۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى

● حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ اگر کسی کے کان میں درد ہو تو اس آیت کی تلاوت کرے۔ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا اور اس کے علاوہ یہ دعا پڑھے: كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا

● اگر کسی کے کان میں کوئی شے داخل ہو جائے اور نکل نہ پائے تو درج ذیل دعا پڑھ کر ہاتھوں پر دم کر کے کانوں پر پھیرے تو وہ چیز نکل آئے گی۔

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيمُ يَا حَلِيمُ يَا عَلِيمُ

● حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کے دانت میں درد ہو تو درج ذیل دعا لکھ کر ہاتھوں پر دم کر کے دانتوں پر پھیرے تو دانتوں کا درد ختم ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللهِ الشَّافِي وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

● حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دانت میں درد ہو تو درج ذیل دعا کو جمعہ کے دن پڑھے تو درد ختم ہو جائے گا۔

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَبَّ الْأَرْبَابِ يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ يَا اِلٰهَ الْآلِهَةِ يَا مَلِكَ الْمُلُوكِ اِشْفِنِي بِشِفَائِكَ مِنْ هٰذَا الدَّاءِ وَاصْرِفْهُ عَنِّي فَإِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ أَتَقَلَّبُ فِي قَبْضَتِكَ

● حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے دانت میں درد ہو تو درج ذیل دعا کو پانچ مرتبہ پڑھا جائے اللہ تعالیٰ اس درد کو دور کر دے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اُسْكُنْ بِقُدْرَةِ اللّٰهِ الَّذِي خَلَقَكَ فَإِنَّهُ جَعَلَ عَلَيْكَ وَعَلَى الْجِبَالِ أَنْفُسَهَا وَثَبَّتَكَ حَتّٰى يَأْتِيَ فِيكَ أَمْرُهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ

● مکارم الاخلاق میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ [illegible] شدید درد میں تھے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنے درد کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھو درد جاتا رہے گا۔

لو کان معہ آلھۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا و اذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول رایت المنافقین یصدون عنک صدودا

● — تہذیب الاحکام میں ہے کہ ایک عالم روایت کرتے ہیں کہ مجھے آدھے سر کا شدید درد تھا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ عصمت میں اس کا بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز واجب کے بعد دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی دو آنکھوں کے درمیان رکھ کر انگلی کو دونوں ابرو پر پھیرتے ہوئے سات مرتبہ کہو "یا حنان اشفنی" پھر انگلی کو ابرو پر رکھ اور سات بار کہو "یا حنان اشفنی" اور دائیں ہاتھ کو سر پر رکھ کر یہ دعا پڑھو

یا من سکن لہ ما فی اللیل والنھار وما فی السموات والارض صل علی محمد وآل محمد واسکن ما بی

● — صحیفہ کاظمی میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں اگر کسی کو آدھے سر کا درد ہو تو وہاں ہاتھ رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے خدا تعالیٰ شفا عطا فرمائے گا

یا ظاھرا موجودا و یا باطنا غیر مفقود اردد علی عبدک الضعیف ایادیک الجمیلۃ عندہ واذھب عنہ ما بہ من اذی انک رحیم قدیر

● — صاحب کنز کے مصنف نے لکھا ہے کہ اگر کوئی آدھے سر کے درد کے لئے مندرجہ ذیل تحریر لکھ کر باندھے اس کا درد دور ہو جائے گا تحریر یہ ہے

ص ص ص ع ع ع ع ع ع ع ھو ھو ھو و و و الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکنا اسکن ایھا الضارب والصداع کما سکن عرش الرحمن

● — تسہیل الدعوات میں لکھا ہے کہ اس آیت کو لکھ کر اگر سر درد کی جگہ باندھ دیا جائے تو درد ختم ہو جائے گا (واضح رہے کہ پاؤں درد کے لئے پاؤں پر باندھنے سے احتیاط کی جائے)

وقالت الیھود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا بما قالوا بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء ولیزیدن کثیرا منھم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا

● — صحیفہ کاظمی میں یہ روایت نقل ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس جگہ درد ہو وہاں پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ اس دعا کو پڑھا جائے تو درد ختم ہو جائے گا۔ واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلماتہ ولن تجد من دونہ ملتحدا

● — حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اس آیت کے پڑھنے سے درد کا احساس تک ختم ہو جائے گا۔

بسم اللہ وباللہ والسلام علی رسول اللہ

اور اس کے بعد اس آیت کو پڑھا جائے۔

وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون

● — حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں اگر کسی کا بدن دکھ رہا ہو یا کسی مرض میں مبتلا ہو جس سے درد کا احساس ہو تو اپنے ہاتھوں کو دونوں پر رکھ کر یہ دعا پڑھے خدا تعالیٰ اس موذی مرض سے شفا عطا فرمائے گا۔ شیخ ابراہیم علیہ الرحمہ نے اپنی صحیفہ میں بھی تحریر کیا ہے جسے ہم من و عن نقل کر رہے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باسم اللہ الکبیر و اعوذ باسم اللہ العظیم من شر کل عرق نعار ومن شر حر النار

● — جسم کا کچھ حصہ اکڑا ہوا ہو تو اس مرض پر تین مرتبہ دم پڑھا جائے تین مرتبہ کے بعد ان پر مندرجہ ذیل تین آیات لکھ کر ایک ماہ تک کھایا جائے تو اس کا اثر جاتا رہے گا انشاء اللہ

اول: الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا

دوم: یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا

سوم: ذلک تخفیف من ربکم

● — جس انسان کو ناف ٹل جانے کی شکایت ہو تو اس کے لئے حضرت امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اپنے ہاتھ کو ناف پر رکھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے تو ناف اپنی جگہ درست ہو جائے گی وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ

● حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کو پیٹ میں معدہ و شکم کا درد ہو تو پانی میں ڈال کر پئے اور سورہ حمد کو لکھ کر گلے میں لٹکائے تو پیٹ کے درد اور معدہ سے نجات ملے گی

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس کے پیٹ میں معدہ میں درد ہو اس کو یہ دعا پڑھ کر پانی پلانا چاہیے

يَا اللهُ يَا اللهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيمُ يَا رَبَّ الْاَرْبَابِ يَا اِلٰهَ الْاٰلِهَةِ يَا مَلِكَ الْمُلُوكِ يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ اِشْفِنِي بِشِفَائِكَ مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَسُقْمٍ فَاِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَتَقَلَّبُ فِي قَبْضَتِكَ

● حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس کسی کو درد معدہ ہو وہ سوتے وقت یہ پڑھے تو اللہ عزوجل کے کرم سے درد معدہ سے نجات ملے گی

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ وَصُنْعَ اللهِ الَّذِي اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ اِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ اُسْكُنْ اَيُّهَا الرِّيحُ بِاللهِ الَّذِي سَكَنَ لَهُ مَا فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

● طب الائمہ میں حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی کو پیٹ کا مرض لاحق ہو تو اس دعا کو تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے اس سے شفا ملے گی۔

يَا جَوَادُ يَا مَاجِدُ يَا رَحِيمُ يَا قَرِيبُ يَا مُجِيبُ يَا بَارِئُ يَا رَاحِمُ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَارْدُدْ عَلَيَّ نِعْمَتَكَ وَاكْفِنِي اَمْرَ وَجَعِي

● اگر کسی کے پہلو میں معدہ تک درد ہو تو پہلو پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھے۔

اَعُوذُ بِقُدْرَةِ اللهِ وَاَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ عَلٰى مَا يَشَاءُ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ

● جس کے ناف میں درد ہو سوتے وقت اور جاگتے وقت اس آیت مبارکہ کو پڑھے تو رحمان و رحیم اللہ عزوجل اس پر رحم فرمائے اور اسے شفا عطا فرمائے گا۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللهَ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيرٍ

☆☆—☆—☆☆

(بقیہ ۔۔۔ اہل بیت آلِ محمدؑ قرابت رسولؐ میں کون لوگ ہیں؟)

شیخ محی الدین ابن عربی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جب آیت مودت نازل ہوئی تو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپؐ کے قریب ترین لوگ کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی، فاطمہ، حسن، حسین اور ان دونوں کی اولاد۔

شیخ اکبر ابن عربی سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے ایک حدیث لکھتے ہیں جس میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

"اس شخص پر جنت حرام کر دی گئی ہے جس نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور مجھے میری عترت کے بارے میں تکلیف دی اور جس نے عبدالمطلبؑ کے کسی بچے کے ساتھ احسان کیا اور وہ اس کا بدلہ نہ دے سکا تو اس کے احسان کا بدلہ کل قیامت کے دن میں دوں گا"۔

سید کون ہیں؟

● صحیح البخاری [illegible] کے حاشیہ پر ہے "تخصیص بیوت النبی بالسیادۃ ۔۔۔ فکل من یثبت لہ نسبۃ سید"

سیادت نبوت کے گھرانوں کیلئے مخصوص ہے پس جس کسی کا نسب خاندان نبوت سے ثابت ہو وہ سید ہے۔

● صواعق محرقہ، شرح مسلم امام نووی، مشکوۃ شریف، ازالۃ المطالب، استیعاب جلد اول میں ہے

السید من حرمت علیه الصدقة الی یوم القیامة

"سید وہ ہے جس پر روز قیامت تک صدقہ حرام کیا گیا ہے"۔

جلال الدین سیوطی ۔۔۔ لواقح الانوار جلد سوم ص ۲۲۲ پر لکھتے ہیں

"تخصیص السیادۃ لہم ۔۔۔ فمن منہما ذکرا او انثی فھو سید الی یوم القیامۃ و یجب علی اجمع الخلق تعظیمہ ابدا"

حضرات حسنین علیہم السلام اور ان کی اولاد کیلئے سیادت مخصوص ہے ان کی اولاد سے ہر [illegible] قیامت تک سید ہے اور ساری کائنات پر واجب ہے کہ ان کی ہمیشہ تعظیم کرتا رہے۔

❀❀—❀—❀❀

اہل بیتؑ آل محمدؐ ذریت رسولؐ میں کون کون ہیں؟

درود میں تمام سادات شامل ہیں

انتخاب و ترتیب ــــ محمد تقی رضا نوگانوی (ایم اے)

قرآن کی وارث رسولؐ کی عترت طاہرہ ہے

علامہ انوار علی مترجم تحفۃ العوام عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ پر بیان کی حالت سے روایت ہے جس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام خراسان میں تھے مامون کے دربار میں تشریف لے گئے وہاں بہت سے علمائے عراق و خراسان بھی جمع تھے۔ مامون نے ان علماء سے کہا آپ حضرات مجھے اس آیت کا مطلب بتائیں کہ اس سے مراد کون لوگ ہیں؟ وہ آیت یہ ہے "ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا" (فاطر ۳۲) ترجمہ "پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا"۔

علماء نے کہا اس سے مراد اللہ نے ساری امت محمدی کو لیا ہے۔ مامون نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "یہ لوگ جو کہتے ہیں وہ ہم نہیں کہتے بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اس سے مراد رسولؐ کی عترت طاہرہ کو لیا ہے اور اس پر آپ نے تفصیل کیساتھ قرآنی اصطلاحات سے دلیل پیش فرمائی۔"

قارئین محترم تمام علماء اہل علم کہ اس سے مراد اہل بیت ہیں آپ حضرات کا اس تعلق ساری امت محمدی کی طرف سے ۱۲ ذریعہ حاصل کرے ... ہمارے نزدیک صحیح معنی یہی ہیں ان کی تشریح و تفسیر ہم آپ حضرات کے سامنے پیش کرتے ہیں (عیون اخبار الرضا جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

یا علی علیہ السلام تیری اولاد کا ہاتھ میرے دامن میں ہوگا

عمر بن ابی مقدام نے تفسیر ... میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے علیؑ سے فرمایا قیامت کے دن میرا ہاتھ رحمت الٰہی کے دامن میں ہوگا تیرا ہاتھ میرے دامن میں ہوگا تیری اولاد کا ہاتھ تیرے دامن میں ہوگا اور تیرے دوستوں کا ہاتھ تیری اولاد کے دامن میں ہوگا پھر دیکھنا کہ تیرا مقام شفاعت میں کیا ہے؟

● منتخب کنز العمال میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا "یا علی! تیرے مومن کیلئے یہ بات ہے کہ قیامت کے دن ہم آگے ہوں گے ہماری ذریت ہمارے پیچھے ہوگی۔ ہماری ذریت کے دائیں بائیں ہماری ذریت کے پیچھے ہوں گی اور ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔"

● صحاح الاخبار میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ "جنت میں موتیوں سے دو قصر آباد ہیں ایک قصر سفید اور دوسرا زرد ہے سفید میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ذریت ہوگی اور زرد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی ذریت ہوگی۔"

حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد ذریت رسول پاکؐ ہے

تفسیر انوار النجف جلد ۵ صفحہ ۲۷۳ پر علامہ حسین بخش جاڑا لکھتے ہیں کہ علامہ طبری فرماتے ہیں کہ حضرت حسین علیہ السلام کا ذریت رسول ہونا یا ذریت ابراہیم سے ہونا

اس امر کی دلیل ہے کہ حسنین اور ان کی اولاد ذریتِ رسولؐ ہے۔ اسی بنا پر صحابہ کرام حضرات حسنین علیہم السلام اور ان کی اولاد کو "ابن رسول اللہؐ" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام سادات اور غیر سادات میں بنیادی فرق بیان فرماتے ہیں۔ علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ متوفی ۱۱۱۱ھ کتاب عیون اخبار الرضا ... اور شیخ صدوقؒ نے بیان کیا ہے کہ روایت میں ہے کہ جب مامون خراسان کی طرف روانہ ہوا تو حضرت امام علی رضا علیہ السلام بھی اس کے ساتھ تھے۔ راستے میں مامون نے کہا: یا ابا الحسنؑ! میں ایک بات سوچ رہا ہوں، جی چاہتا ہے پوچھوں کہ آپ کا اور میرا نسب قرابت میں برابر ہے، حقوق میں کوئی امتیاز نہیں، ہمارے اور آپ کے شیعوں اور ساتھ دینے والوں میں جو اختلاف ہے وہ محض تعصب کا نتیجہ ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: تمہاری اس بات کا جواب ایک ہے، اگر کہو تو بیان کروں ورنہ خاموشی اختیار کروں۔ مامون نے کہا کہ میں نے یہ بات اس لئے کی ہے تاکہ پتہ چلے کہ آپ کے نظریات اس سلسلے میں کیا ہیں؟

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اگر حق تعالیٰ اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پھر سے اس دنیا میں بھیج دے اور وہ تمہاری بیٹی سے عقد کرنے کا پیغام دیں تو کیا تم ان سے اپنی بیٹی کا عقد کرو گے؟ مامون نے کہا: سبحان اللہ! کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات ٹال سکتا ہے؟ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اچھا اب یہ کہو کہ کیا تمہارے لیے جائز ہے کہ رسول اللہؐ کے شرما جاتا ہے کہ میری بیٹی سے عقد کا پیغام دیں۔ یہ سن کر مامون خاموش ہو گیا، پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا: خدا کی قسم آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک تر ہیں رشتہ میں۔ (کتاب عیون اخبار ... سید رضی)

اولادِ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا زکوٰۃ نہیں کھا سکتی

شیخ طوسی نے تہذیب کے زکوٰۃ باب میں لکھا ہے

چونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ میں نجابت اور پاکیزگی کامل تھی اس لئے ذاتِ احدیت نے ان کی آل کے لئے حرام قرار دی کہ تمام اہلِ دنیا کا میل کچیل جس

سے عزیز رکھا ہے کیونکہ قولِ رسولؐ ہے جس میں کوئی شک نہیں ... کا کلام ہے۔ آلِ محمدؐ کے سلسلے میں کسی قسم کی بد تہذیبی نظر انداز نہیں کی جا سکتی بلکہ ... ہیں اور ان کی خصوصیت میں تمام اولادِ زہرا سلام اللہ علیہا شامل ہے۔

آلِ محمدؐ — حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ہے

علامہ شیخ صدوق معانی الاخبار میں صحیح سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن میسرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ ہم درود پڑھتے ہیں، یہ آلِ محمدؐ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: "آلِ محمدؐ وہ ہیں کہ جن سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حرام ہے" یعنی آلِ محمدؐ آنحضرتؐ کی ذریت ہے۔ اسی طرح کی روایت معانی الاخبار میں سلیمان دیلمی سے نقل ہے۔

آلِ محمدؐ وہ ہیں جن سے رسولِ خداؐ کیلئے نکاح کرنا حرام ہے — حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

رئیس المحدثین متوفی ۳۸۱ھ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے اعتقادات میں تحریر ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی اولاد سے اعتقاد رکھنا کہ ان کی اولاد میں ... سے زیادہ محبت ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آلِ رسولؐ سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: جن سے رسولِ خداؐ کیلئے نکاح کرنا حرام ہے۔

حضرت علیؑ کی اولاد کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ آلِ رسولؐ ہیں — شیخ صدوق

رئیس المحدثین شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ نے ... اعتقادیہ باب میں اولاد علی کے متعلق اعتقاد شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ "حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ آلِ رسولؐ ہیں اور ان کی مودت و محبت تمام مسلمانوں پر واجب ہے کیونکہ یہ اجرِ رسالت ہے۔"

جیسا کہ خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: "کہہ دو اے رسولؐ (ان لوگوں سے) کہ میں تم سے اس تبلیغ کے سلسلے میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔"

صدقہ چونکہ ان کے ہاتھوں کی میل کچیل ہوتا ہے اور ان کیلئے باعث طہارت (پاکی) ہوتا ہے اس لئے صدقہ سادات پر حرام کردیا گیا ہے مگر اولاد رسول کی بخشش کا صدقہ بخشش پر نہیں ہوتا صدقہ ان کے گناہوں اور گندگیوں پر ہوتا ہے چونکہ اہل زکوٰۃ پر حرام ہے اس لئے زکوٰۃ کی بجائے خمس اولاد رسول کیلئے حلال قرار دیا گیا ہے۔

آیت مودۃ میں تمام سادات کرام داخل ہیں

احسن الفوائد طبع اول کے صفحہ ۱۸۲۔۱۸۳ طبع دوم کے حاشیہ نمبر ۲ پر تحریر ہے کہ تفسیر کشاف ۲۲۰ جلد سوم مطبع مصر پر لکھا ہے جب آیت مودۃ (سورہ شوریٰ آیت ۲۳) نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے وہ قرابتدار کون ہیں؟ جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا کہ "علی وفاطمۃ وابناھما" (کنوز الحقائق، تفسیر ظہری، تفسیر ثعلبیان، تفسیر خازن، مدارک، روح المعانی وغیرہ ہے) اس کے بعد احسن الفوائد کے مصنف لکھتے ہیں کہ ابناھما میں تمام سادات کرام داخل ہیں۔

جو لوگ آل محمدؐ ہیں وہی اہل بیت ہیں

تفسیر انوار النجف جلد ۷ صفحہ ۱۹۵ پر علامہ حسین بخش جاڑا لکھتے ہیں
چونکہ آل و اولاد کا مفہوم ایک ہے اس لئے اہل کا استعمال اگرچہ زوجہ وغیرہ سب کیلئے عام ہے لیکن عام مفہوم کیلئے آتا ہے لیکن مفہوم وہی رہے گا جو آل کا ہے یعنی وہ لوگ جن پر اس کی اولاد کا اطلاق ہو اور جنہیں اس سے ... آل محمدؐ و اہل بیت میں کوئی فرق نہیں جو لوگ آل محمدؐ ہیں وہی اہل بیت کہلاتے ہیں۔

تمام سادات آل یٰسین ہیں

ینابیع المودۃ وغیرہ میں علمائے اہل سنت نے تمام اولاد جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا قیامت تک "سلام" سے نوازا ہے۔ سورہ صافات آیت ۱۳۰ میں جہاں انبیاء علیہم السلام کو اللہ نے سلام کیا ہے وہاں ذریت رسول پر بھی بالخصوص سلام کیا ہے "سلام علیٰ آل یٰسین" سے فرمایا ہے۔
سورہ یٰسین میں تمام مفسرین نے ینابیع المودۃ میں لکھا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام جناب یٰسین ہے کہ جب یٰسین آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی ہے تو آل یٰسین آپ کی آل ہوئی اور آپ کی آل اولاد جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ "سلام علیٰ آل یٰسین" میں آل یٰسین کا مصداق تاقیامت تمام ذریت سیدہ سلام اللہ علیہا ہی ہے (انوار نبوت ترجمہ ص ۲۱۵)

درود پاک میں تمام سادات شامل ہیں

علامہ شیخ صدوق کتاب "معانی الاخبار" میں صحیح سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن میسرہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ہم کہتے ہیں یعنی (درود پڑھتے ہیں) "اللھم صلی علی محمد و آل محمد"
اس میں آل محمدؐ سے کون مراد ہیں؟ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "آل محمدؐ وہ ہیں کہ جن سے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حرام ہے یعنی آل محمدؐ آنحضرت کی ذریت ہیں" (انوار نبوت ترجمہ ص ۱۷۵)
● معانی الاخبار میں عبداللہ بن سلیمان حیثمی سے نقل ہوا ہے
کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی گئی اور کہا گیا کہ آپ پر قربان جاؤں آل کسے کہتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کو کہتے ہیں۔ اہل لغت کہ آل محمدؐ سے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت مراد لیتے ہیں اور بعض نے اس معنی کو وسعت دی ہے اور حضرت کی تمام نسبی اولاد کی طرف بھی نسبت دی ہے (انوار نبوت ترجمہ ص ۱۷۵)
● علامہ ابن منظور صاحب لسان العرب کہتے ہیں کہ لغت کی تمام کتابوں میں آل محمدؐ کے حق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روز قیامت تک تمام ذریت اور تمام اولاد ہے جن پر صدقہ حرام ہے اور جنہیں خمس دیا جا سکتا ہے۔
اہل سنت عالم علامہ سخاوی الحق ۲۰۳ لکھتے ہیں کہ اس بات پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ذریت نبیؐ اولاد فاطمہؑ ہے (حبیب السیر جلد ششم ص ۹۸)
● حجاج بن یوسف نے یحییٰ بن یعمر کے پاس آدمی بھیجا کہ تم کہتے ہو کہ حسنؑ اور حسینؑ اولاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو یحییٰ بن یعمر نے حجاج بن یوسف کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے سورہ انعام آیت ۸۴ میں پڑھا ہے "و من ذریتہ داؤد و سلیمان" حتی بلغ (و یحییٰ و عیسیٰ)

حجاج نے کہا یہ پڑھا ہے تو یحییٰ نے کہا کہ کیا عیسیٰ اولاد ابراہیم سے نہیں ہے حالانکہ عیسیٰ کا کوئی باپ نہیں تھا جب یحییٰ نے یہ جواب دیا تو حجاج بن یوسف نے کہا کہ آپ نے ٹھیک کہا ہے۔

یحییٰ نے کہا جیسے عیسیٰ کے باپ نہیں ہیں لیکن ان کے نسب کو ان کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ مریم کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملایا گیا ہے اسی طرح امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا نسب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی جانب سے حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ملتا ہے اور حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ہیں اور سادات ان حسنین کی اولاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت اور اولاد ہے اور معلوم ہوا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل بیت اور ذریت و اولاد کا حق ہے اور مودت ادا کرنے میں جو آل محمدؐ ہیں وہ بھی حضرات ہیں (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۵۵ جلد دوم، حبیب وہب جلد ششم صفحہ ۹۹)

• محی الدین ابن عربی نے تفسیر ابن عربی صفحہ ۲۲۳ جلد دوم میں آل محمدؐ کی تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے وہ قریبی رشتہ دار کون ہیں؟ جن کی مودت اور محبت ہم پر واجب کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا ہے کہ وہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ اور ان کی اولاد ہے۔"

(حبیب وہب جلد ششم ص ۱۳۹)

علامہ شرح ہدایہ لکھتے ہیں کہ آل دو قسم پر ہے حسی اور نسبی اور مودت میں آل نسبی ہے جو کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔

(حبیب وہب جلد ششم ص ۱۳۹)

آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کون شامل ہیں؟

• "قیل للصادق من الصادق انہ سئل عن معنی آل محمد فقال آل محمد من حرم اللہ محمد نکاحہ" (الصادق)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے مروی ہے کہ ان سے آل محمدؐ کے معنی پوچھے گئے تو انہوں نے فرمایا "آل محمدؐ وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حرام کیا ہے۔"

ذریت رسول / آل محمدؐ کون ہیں؟

کتاب وسائل الشیعہ رسالہ خمس و کتاب میں نقل فرماتے ہیں کہ تفسیر نعمانی نے حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ خمس کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے تین حصے خدا، رسول اور ذوی القربیٰ امام کے لئے ہیں اور باقی تین حصے یتیم، مساکین اور آل محمدؐ میں سے ابن سبیل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

• معانی الاخبار میں محمد بن مسلم ثقفی سے نقل ہوا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی میری جان آپ پر قربان جائے آل کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کو کہتے ہیں" (انوار الزہرا ترجمہ صفحہ ۱۱۸)

• سعادت الدارین فی الصلوات علی سید الکونین میں اس کے مصنف یوسف نبہانی لکھتے ہیں "میرے نزدیک آل محمدؐ وہ لوگ ہیں کہ جن پر صدقہ حرام ہے۔"

(انوار الزہرا ترجمہ ص ۱۱۸)

درود میں آل کا شامل ہونا حرمت و تعظیم بڑھانے کے لئے ہے

ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں کعب بن عجرہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب یہ آیت (سورۃ احزاب آیت ۵۶ — آیت درود) نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ پر درود کس طرح پڑھیں تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ "میرے ساتھ میری آل پر بھی صلوات پڑھیں۔"

اس بات کی روشن ترین دلیل ہے کہ اس آیت میں صلوات کا حکم آپ کے اہل بیت اور تمام آل کیلئے بھی ہے ابن حجر لکھتے ہیں کہ صلوات پڑھنے کے حکم میں حضرت پیغمبر اکرمؐ نے اہل بیت کو اس بات میں اپنا قائم مقام بنایا ہے کیونکہ آپ پر درود پڑھنے کا مقصد آپ کی حرمت و تعظیم کرنا ہے اور جب آل بھی شامل ہوں گے تو اس میں آپ کی حرمت و تعظیم ہوتی ہے (الرسول جلد اول صفحہ ۷۵)

آیہ مودت میں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ان دونوں کی اولاد ہے

تفسیر ابن عربی جلد دوم صفحہ ۲۲۳ طبع بیروت، تفسیر روح البیان جلد ۸ ص ۳۱۱ طبع مصر سے یہ حدیث صحیح ہے کہ

(باقی صفحہ نمبر 28 کالم نمبر 2 پر)

قصیدہ جناب امام زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام

مداحِ اہلبیت سید محسن نقوی شہید

انتخاب — سید ظفر حسین نقوی (ڈی آئی خان)

وہ علیؑ عابد ، بنی ہاشمؑ کی غیرت کا نشاں
جس نے اپنی پشت پر رکھی دعا کی داستاں
کاملانِ آدمیت کا امیرِ کارواں
جس کے قدموں کو مسلسل چومتی تھیں بیڑیاں
کیسی نبھائی ہے اس نے اس کی مدح خوانی کے لئے
جس کو زینبؑ نے چنا ہو سارباں کے لئے
وہ امامت کے صدف کا ایک نادر گہر
شجرۂ حق کی حسین شاخ کا چوتھا ثمر
جس نے بانٹیں علم کے در کی شعاعیں صید
مسکرا دیتا تھا جو ناز حسینیت دیکھ کر
پتھروں کی بارشوں میں بھی جسے نیند آ گئی
لشکرِ باطل پہ جس کی خاموشی چھا گئی
جس کی آنکھوں میں سدا رہتی تھی اشکوں کی جھڑی
ڈھونڈتی رہتی تھی جس کو دعاؤں کی گھڑی
گھوم کر ٹوٹی ہے باطل پہ جس کی ہتھکڑی
وہ کہ جس کے حوصلوں پر خود حسینیت رو پڑی
جس جگہ بھی اس شجر کے سپاہی اڑ گئے
زندگی کیا موت کے ماتھے پہ بھی بل پڑ گئے
جو مکمل کر گیا دیں کے ادھورے کام کو

جس نے مٹی میں ملا ڈالا امیرِ شام کو
جس کی بیماری نے بخشی ہے شفا اسلام کو
جس نے جھک کر کیا اونچا خدا کے نام کو
جس نے باطل کی زمیں میں تخمِ حق کا بو دیا
جس کی آنکھوں کے لہو نے حرفِ بیعت دھو دیا
ایک قیدی اک حکومت کے مقابل ہو تو یوں
اک مریض پا بہ سفر ، بے جرم جل ہو تو یوں
ایک غیرت مند ، حق گوئی میں کامل ہو تو یوں
ایک بیٹا باپ کی مدح کے قائل ہو تو یوں
دیکھو ابھرتے ہیں یوں گل خس و خاشاک میں
یوں ملاتے ہیں غرورِ آمریت خاک میں
جسم زنجیروں کی زد میں لب پہ شکرِ کردگار
بیڑیاں پاؤں میں ، ہاتھوں میں زمانے کی مہار
آبلے تلووں پہ ، قلب میں صبائے گل و بہار
قیدیوں کا ہم سفر لیکن خدائی کا وقار
جو بچھا دے اپنی زنجیروں کا بستر فرش پر
جس کے سجدوں سے زمیں فرش دے ترازو عرش پر
ڈھل رہے ہیں جس کے آنسو رحمتوں کے لہر میں
دفن کرتا تھا جو زندہ قیدی کو قبر میں

خطبہ جس نے کیا پیدا وجود جبر میں
جس کی خاموشی ہے اک سیلاب تک صبر میں
جو حسینی صبر اب تک دین کی بنیاد ہے
انتہا اس صبر کی زینبؑ کہیں سجادؑ ہے

☆☆—☆—☆☆

قصیدہ امام زین العابدین علیہ السلام

نکھرے ہوئے کردار کا قرآن ہے سجادؑ
سرچشمۂ دیں ، عظمتِ ایمان ہے سجادؑ
تفسیرِ علی قسمتِ عرفان ہے سجادؑ
اسلام کی تاریخ کا عنوان ہے سجادؑ
یہ شہرِ فضائل ہے ، مصائب کا جہاں ہے
تکبیرِ نبوت ہے ، امامت کی اذاں ہے
انسان کے احساس کی معراج ہے سجادؑ
جذبات کی تقدیر کا سر تاج ہے سجادؑ
مظلوم کی آنکھوں میں کہیں آج ہے سجادؑ
کب تیرے مرے ذکر کا محتاج ہے سجادؑ
جب تک ہے جہاں میں حق و باطل کا فسانہ
سجادؑ کے سجدوں کو نہ بھولے گا زمانہ
جب ظلم میں ترازو ہو کبھی عدل کی میزان

جب حق کو مٹانے نئی آمریت ، ترا میداں
جب جبر و تشدد سے خطا عقل کے اوساں
جب ظلم سے گھبرائے کسی دور کا انساں
مقتل پہ شبیرؑ کی ردا لے کے چلے گا
زینبؑ کی جرأت کا عصا لے کے چلے گا
زینبؑ ہی ، سید و سردار و سرافراز
زینبؑ دلیل ، دیں کا آغاز ، دلیل اعجاز
زینبؑ صورت کے مقابل ہر انداز
زینبؑ کے خطبے میں ہے جبریل کی پرواز
زینبؑ پر ربِ قدس کا کرم ہے
نسبت ہے عبادت کی ، نمازوں کا بھرم ہے
زینبؑ کی آہٹ سے لرزتی رہی شاہی
زینبؑ کی آواز ہے باطل کی تباہی
زینبؑ ہے بے تیغ بھی حق کا سپاہی
زینبؑ ہے پیمبرؐ کی عصمت کی گواہی
زینبؑ کی ہیبت سے دہل دہل رہی ہے
خنجر کی اک ایک کڑی پگھل رہی ہے
زینبؑ کی صورت ہے کہ قرآں کی سورت
زینبؑ نے دکھا دی ہے جہالت کی کدورت
مٹی میں ملا دی ابوسفیاں کی سطوت
زینبؑ ہے ہر دور میں تبلیغ کی ضرورت
جب ظلم کی بوچھار میں فریاد کرے گا
زینبؑ کو اسلام ترا یاد کرے گا
زینبؑ کا چہرہ ہے کہ تطہیر کا مفہوم
زینبؑ کے گیسو ہیں کہ واللیل کا مفہوم
زینبؑ کا سجدہ ہے کہ دیباچۂ معصوم
زینبؑ کا قلم ہے کہ آئینۂ مظلوم

زینبؑ کی پلکوں پہ یہ آنسو جو اڑے ہیں
غیرت کی ہر اک شاخ پہ یاقوت جڑے ہیں
زینبؑ کی آنکھیں ہیں کہ رحماں کی نگاہیں
زینبؑ کی آواز سے ہیں خشک زبانیں
زینبؑ کے دشمن اسے مانگیں کہ نہ مانگیں
گونجیں گی زمانے میں جہاں تک یہ اذانیں
زینبؑ کے حصے میں یہ اعزاز رہے گا
زینبؑ پہ نجیبوں کو سدا ناز رہے گا
زینبؑ ہے پیمبرؐ کی عظمت کا کنارا
زینبؑ ہے بے آس یتیموں کا سہارا
زینبؑ ہے افلاکِ شرف کا ستارا
زینبؑ کو جب دینِ شبیرؑ نے پکارا
اشکوں سے بھی خاک کو سیراب کیا ہے
عابد نے خود حق کو شفا یاب کیا ہے
آوازِ سلاسل سے کئی حشر جگائے
تاریک زندانوں میں مہ و مہر اگائے
اشکوں کی شعاعوں سے ڈھلے شام کے سائے
چپ رہ کے ہر اک ظلم کے سب نقش مٹ جائے
زینبؑ نے اسلام کی تقدیر بچا دی
قیدی تھا مگر ظلم کی بنیاد ہلا دی
اے قافلہ سالار قربانی سرِ دہر
ہم رتبۂ زہراؑ ہے ترا گوہر
تاریخ کا چہرہ ہے ترے خون سے منوّر
حق تیرا مظہر ہے ، صداقت ترا سید
دنیا ہے فدا چادر کی حرمت کی جھلک پہ
صدقہ یہ ترے حلق کا گویا ہے فلک پہ

☆☆—☆—☆☆

عقیلۂ بنی ہاشم

(مدحت حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا)

اسلام کا سرمایۂ تسکین ہے زینبؑ
ایمان کا لکھا ہوا آئین ہے زینبؑ
حیدرؑ کے خدوخال کی تزئین ہے زینبؑ
شبیرؑ ہے قرآن تو تحسین ہے زینبؑ
یہ گلشنِ عصمت کی وہ معصوم کلی ہے
تطہیر میں زہراؑ ہے تو تدبیر میں علیؑ ہے
آزادیِ اسلام کی تقدیر ہے زینبؑ
نبیوں کے ہر اک خواب کی تعبیر ہے زینبؑ
بولے تو صدا جرأتِ شبیرؑ ہے زینبؑ
چپ رہ کے بھی قرآن کی تفسیر ہے زینبؑ
اسلام تو قائم ہے حوادث کے بھنور تک
زینبؑ نے حفاظت کی قیامت کی سحر تک
سلطانیِ تقدیسِ حرم ، بیکل اظہر
تاریخ کی سطروں میں دکھا ہوا گوہر
ہر دور کی عظمت کے لئے نقطۂ محور
زینبؑ ہے خواتین میں خود حیدرِ کرار
باطل کے ارادوں کو جو مٹی میں ملا دے
تیور جو بدل جائیں تو دنیا کو ہلا دے
آئی جو زباں دل پہ کبھی آنچ ذرا سی
چھائی جو نبوت کے تصور پہ اداسی
بیکل بشر کو شریعت جو عملی عمل کی پیاسی
رکھا ہے بھرم اس طرح محمدؐ کی نواسی
اسلام کا سرمایۂ انفاسِ نبی ہے
زینبؑ کبھی حیدرؑ کبھی جلالِ نبی ہے

☆☆—☆—☆☆

سبدِ گل

مرتب — سیدہ [illegible] (ایم اے [illegible])

کہہ دیا جس نے کتاب حق دکھا کر آل کو	دیکھو یہ قرآں ہے یہ قرآں کی تفسیر ہے	شاعر: استاد قمر جلالوی
یہ مکمل ہو گئیں کہ شب قدر جو قرباں	رحمتوں کے خُم و پیچ کہ معراج کی راہیں	شاعر: سید جعفر طاہر (جھنگ)
جہاں انتہائے کمالِ بشر ہے	وہیں سے ہے بس ابتدائے محمدؐ	شاعر: احسان مارہروی
جو روکے آفتاب قیامت کی دھوپ تیز	میرے لئے تو سایۂ دیوار آپؐ ہیں	شاعر: احمد ندیم قاسمی
اپنی ردا میں بیٹوں کو لے کر رسولؐ نے	دنیا کو کہا آل کے حق بتا دیئے	شاعر: قیصر بارہوی
گیسو ہیں کہ واللیل کی تفسیر کے سائے	ابرو ہیں کہ قوسین شب قدر کھلے ہیں	شاعر: سید محسن نقوی شہید
محفل نعت میں سلطان شفاعت کے حضور	ورد میں آ کے لبِ اشک تمنا کا وضو	شاعر: شبیر افضل جعفری جھنگ
گر نظر میں ہو نبوت کے قمر کی روشنی	اور بڑھ جاتی ہے کچھ فکر و نظر کی روشنی	شاعر: حضرت ساحر لکھنوی کراچی
معراج میں احمدؐ جو دیکھے ہیں قلم	تجلی نہیں جلوۂ کبریائی ہے	شاعر: علامہ ذیشان جوادی قم
نماؤں آپ کو کیا ہے؟ محمدؐ سے وفاداری	یہ قولِ کبریا اجرِ رسالتؐ کا ادا کرنا	اختر زیدی (کراچی)
پیچھے پیچھے تیز عمل کی ظلمتوں کی آندھیاں	بڑھتی جائے گی نورِ خیرالبشر کی روشنی	شاعر: [illegible]
اتفاقاً بھی وہ یوں کہتا تھا احسان عظیم	سنگ زادوں کو بھی تعظیم وفا دیتا تھا	شاعر: شکیل [illegible]
ہے کس کو علم محمدؐ اور علیؑ کے سوا	یہ کون ہے یہاں پردہ؟ قوسین ساز صدا	شاعر: احمد [illegible] کراچی
ترا جمال فروغ تیری زلف پُر شکن	فلک کی صبح والضحیٰ، ادب کی شامِ [illegible]	شاعر: اختر [illegible]
بدلے خیبر میں نبیؐ میرے وہی تیرے لئے	حق نے شمشیر رکھی، ہم نے علم رکھا ہے	شاعر: [illegible] (کراچی)
خدا بھی اپنے بندوں سے چھپاتا کچھ نہیں آصف	محمد مصطفیٰ جیسے نبی کو ہم راز دیتا ہے	شاعر: ڈاکٹر محمد آصف [illegible]
کہو خدا کے لئے نعت مصطفیٰ کے لئے	سلام شوق و عقیدت شہِ ہدیٰ کے لئے	شاعر: سلمان رضوی اسلام آباد
ہے تیرے ناز قرآں یہ ہر ماہ گر	جمال فخر ترا [illegible] چادر [illegible]	شاعر: [illegible]
جس کو سرکار نے بخشا شرفِ کبریائی	لعل و یاقوت نہ دے جو کو وہ گوہر دے دے	شاعر: سید سبط جعفر شہید (کراچی)
جنت بھی ہو گی جلوہ گہِ نور مصطفیٰ	چمکیں گے خوب خلد کے منظر حضورؐ سے	شاعر: خورشید انور رضوی ([illegible] جہلم)
کیا کم ہے یہ اعزاز کہ صدقے پہ ترے	صباں جسے کہتے ہیں وہ جبریل امیں ہے	شاعر: [illegible]

نوحہ سنتِ محمدیہؐ اور سنتِ انبیاءؑ ہے

تحریر — سید عمیر کاظمی (ادیب)

نوحہ ان الفاظ کا نام ہے جو کسی کے غم کی شدت میں کی گئی آہ و زاری کی زبان سے نکلے ہیں۔ نوحہ بہت قدیم شے ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک محبوب ترین بندے اولوالعزم نبی اور رسول کو نوحؑ یعنی نوحہ کرنے والے کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ تاریخ انبیاء اس بات کی شاہد ہے کہ حضرت نوحؑ کا اصلی نام نوح نہیں تھا آپ کا اصلی نام سکن تھا پھر آپ کو نوحؑ (نوحہ کرنے والا) کیوں کہا گیا؟ آپ نے کس کا نوحہ کیا اور کس کثرت سے کیا تھا کہ جس کی وجہ سے آپ کو نوحؑ کا خطاب دینے کی ضرورت پڑی۔ اس سلسلہ میں اتنا بتا دینا کافی ہے کہ علام الغیوب واجب الوجود اللہ تعالیٰ کو ازل ہی سے اس بات کا علم تھا کہ اس کے دین کو بچانا ہوگا اور بچانے کے لئے حضرت امام حسین علیہ السلام نے بہت عظیم قربانیاں دینی ہیں چنانچہ حضرت آدمؑ کے تذکرہ علم الاسماء میں اس بات کا تذکرہ ملتا ہے کہ حضرت آدمؑ نے اسمائے خمسہ پاک کو عرشِ عظیم پر دیکھ کر سوال کیا کہ اے رب! حضرت یہ کون عظیم شخصیتیں ہیں جن کو تو نے مجھ سے پہلے خلق فرمایا ہے۔

ارشادِ رب العزت ہوا اے آدمؑ اگر میں ان کو پیدا نہ کرتا تو تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ اے آدمؑ! یہ تمہاری اولاد میں پیدا ہوں گے ان کا نور تمہاری امانت میں رہے گا۔ پھر آدمؑ نے ان اسماء کو زبان پر جاری کیا تو پانچویں بزرگوار کا نام یعنی امام حسینؑ زبان پر آتے ہی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب آدمؑ نے اس کا سبب دریافت کیا تو جبرئیل کربلا کے واقعات کا کچھ منظر دکھایا گیا۔ جس کے سبب بہت دیر تک حضرت آدمؑ روتے رہے اور سب سے پہلا نوحہ دنیا میں آپ کا تھا۔ حضرت امام علیہ السلام ہی کے واقعات سے ثابت ہے کہ جبرئیل بھی نوحہ خواں ہے اور ملائکہ پر فضیلت علم الاسماء ہی کی بدولت ملی۔ یہی علم الاسماء بنیادی شے ہے جس کی بدولت جب نبوت پیدا ہوتے ہیں تو عزم پیدا ہوتا ہے اس بنیادی شے کو مدنظر رکھا جائے تو یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں ہے کہ تمام انبیاءؑ نے بخوبی اس علم کو حاصل کیا اور ہر ایک نے امام حسینؑ کا ذکر کیا تمام ہی انبیاءؑ نے حسینؑ کا ذکر کیا۔

واقعات سے یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے اور ابراہیمؑ نے قاتلِ حسینؑ پر لعنت کی ہے۔ اسی طرح جب نوحؑ کے نوحہ کا کوئی سبب ثابت نہ ہو تو ماننا پڑے گا کہ دیگر انبیاءؑ کی طرح آپ پر بھی واقعات کربلا کا کوئی منظر کھلتا ہے جس کی وجہ سے آپ نے اس کثرت سے نوحہ خوانی کی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اصلی نام سے خطاب کرنے کی بجائے نوحہ خواں یعنی اے نوحؑ کہہ کر خطاب کرنا شروع کیا اور اس کی دلیل نوحؑ کی دعاؤں میں ملتی ہے جس میں آپ نے قاتلِ حسینؑ کے حق میں کلمات کہے کیا ہے۔ اسی ضمن میں کشتی کو ہلاکت سے بچانے کے لئے دعا کی ہے جو صحائفِ انبیاء میں ملتی ہے۔

دیکھئے قرآن مجید کی سورہ یوسفؑ میں دیکھتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ زندہ یوسفؑ کے لئے کس قدر گریہ کرتے تھے ان کا نام بھی زبان سے ادا کر کے تھے جو کہ یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عینٰہ من الحزن فہو کظیم
ترجمہ: کہنے لگے ہائے ہائے یوسفؑ اور روتے روتے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اس لئے کہ وہ صبح کو ضبط کرتے رہتے تھے۔

ہائے ہائے یوسفؑ کہنا دراصل ان کے غم کی وجہ سے یہ الفاظ کہنا آواز سے نکالنا ہی نوحہ کہلاتا ہے گویا نوحہ سنتِ انبیاءؑ ہے قرآن سے ثابت ہے اگر کوئی قائل نہ ہوتے تو سنتِ انبیاءؑ ادا ہی نہ ہو پاتی۔

قرآن میں حضرت زکریا علیہ السلام کے تذکرہ میں کہیعص حروف مقطعات ہیں یہ الفاظ
بذات خود خدا ہی جانتا ہے اس حقیقت سے جاہل ہیں سوائے ان کی تفسیر یہ ہے۔
"کمال" میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب زکریا نے
خدا سے دعا کی تھی کہ مجھے پنجتن پاک کے اسماء مبارک تعلیم فرما دے۔ خدا تعالیٰ
نے جبرئیل کو نازل کیا اور انہوں نے تعلیم فرمایا۔ اب حالت یہ تھی کہ جناب
زکریا جب محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کے اسماء مبارک اپنی زبان پر جاری
کرتے تو ان کا غم دور ہو جاتا اور دل کو فرحت ہوتی اور جب حسین علیہ السلام کا نام
زبان پر لاتے تو ان کا دل بھر آتا اور بے ساختہ آنسو جاری ہو جاتے۔
ایک دن انہوں نے عرض کی الٰہی یہ کیا بات ہے کہ چار بزرگواروں کے نام لیتے
مجھے تسلی ہوتی ہے اور حسین کا نام لیتے ہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے
ہیں۔ اس وقت حق سبحانہ و تعالیٰ نے امام حسینؑ کا قصہ یوں بیان فرمایا
کہیعص (پارہ 16 آیت 1) یعنی ک سے کربلا، ہ سے ہلاک ہونا ہے عترت
رسول کا، ی سے مراد یزید لعین ہے جو حسین پر ظلم کرنے والا ہے، ع سے مراد عطش
(امام عالی مقام کی پیاس) ہے اور ص سے مراد ان حضرات کا صبر ہے۔ حضرت زکریا
نے جب یہ تفصیل سنی تو تین دن تک مسجد سے نہ نکلے اور لوگوں کو بھی پاس آنے سے
منع کر دیا اور روتے رہے، پیٹتے رہے اور نوحہ و زاری کرتے تھے۔
"الٰہی تو بہترین خلق میں سے بہتر ہے، کیا تو اس کی اولاد کے بچے کے غم میں مبتلا
کرے گا؟ الٰہی کیا یہ مصیبت اس کے گھر پر نازل ہوگی؟ الٰہی کیا تو علیؑ و فاطمہؑ کو اس
مصیبت کا لباس پہنائے گا؟ الٰہی کیا یہ آفت ان بزرگواروں پر پڑے گی؟"
ان سب باتوں کے علاوہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بھی
پیارے ابراہیم کے غم میں رونا مشہور ہے کہ بخاری تک میں موجود ہے۔
"فقال تدمع العین ویحزن القلب ولا نقول الا ما یرضی ربنا واللہ
یا ابراہیم انا بک لمحزونون"
ترجمہ: حضور رسولؐ نے فرمایا آنکھ اشک سے لبریز ہے اور دل غمگین ہے ہم
صرف وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے پروردگار کو پسند ہے، خدا کی قسم اے ابراہیم ہم
تمہارے غم میں رنجیدہ ہیں۔"
یہ بات مدعا کی ہے کہ غم میں خود گریہ کرنا سنتِ انبیاء ہے اور اللہ کے حبیب جناب اگر

کوئی بدبخت خود سے عزت کرے اور اس سے محبت کرے یا اپنا سمجھے تو اس کی مثل
کے بارے میں کیا کہا جائے۔ حقیقت خود ہی مثال کی دہرا رہی ہے جو ہنستی ہے
شرعی اگر اسلام کیلئے ہو تو قتل ہوا ہو اور اگر اسلام دشمنی کیلئے ہو تو قتل
ہے اور قتل حرام ہے اسی طرح خود اگر کسی وجہ سے غم کیلئے ہو تو قابل مذمت ہے
اور اگر کسی معصوم مظلوم کیلئے ہو تو پسندیدہ امر ہے۔
حضرت امام حسین علیہ السلام نے جو مصائب اختیار کئے دین کی بقا کیلئے آج جو
بھی دین ہے وہ صدقہ ہے جناب سید الشہداء کی قربانی کا، حسین مظلوم کے ذکر
سے دین کو بچایا جاتا ہے۔ ظالم سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور قرآن وحدت کی
طرف چلنے کی رغبت پیدا ہوتی ہے جبکہ آپ کا خود سب سے زیادہ قتل ہونا
مظالم کے خلاف مظلوم اس کی طرف داری کا خود یقین ہے اور آواز بلند
ظالم کی مخالفت کرنے کا حکم ہے جو قرآن کی بات ہے۔
"لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم"
ترجمہ: اللہ تعالیٰ علانیہ بُری بات کہنے (یعنی آواز بلند) کو پسند نہیں کرتا
سوائے اس کے کہ جس پر ظلم ہوا ہو۔
گویا اللہ تعالیٰ مظلوم کو اجازت دیتا ہے کہ وہ آواز بلند کرے اور ظلم کو بیان کرے،
ظالم کی بدی کو ظاہر کرے اور مظلوم کا غم و ہمدردی کیلئے بھی خود روئے اور
غیر مظلوم کیلئے نہ چیخنا پسند نہیں کرتا۔ ❁❁—❁—❁❁

(تحریر — علم و صدق)
جب انسان کی خوشی پر سبقت غم کا بیان ہو تو اس سے پہلے اطمینان ہیں۔
یہ باتیں کرے کہ اپنی گفتگو تمام کرتا ہوں۔ معصوم علیہ السلام سے پوچھا گیا
کہ مولا! کیا گریہ کرنا اچھا ہے؟ تو فرمایا کہ کیا تم ان روایات سے باخبر نہیں ہو
روایات میں ملتا ہے کہ کیا تم ان سے بے خبر ہو اور کیا تم ان سے
سنا ہے ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
آخر میں ... [illegible]
... [illegible]
فرمائے اور ہمیں امام حسینؑ کے ذکر کا ... [illegible]
ایصال فرمائے (آمین) ❁❁

موسیٰؑ نے یہ خدا سے پوچھا تھا طور پر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے پوچھا

انتخاب ـــ سید محمد محسن بخاری

"یا باری تعالیٰ انسان آپ کی نعمتوں میں سے کوئی ایک نعمت مانگے تو کیا مانگے؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا "صحت"

میں نے یہ واقعہ پڑھا تو میں گنگ ہو کر رہ گیا۔

صحت اللہ تعالیٰ کا حقیقتاً بہت بڑا تحفہ ہے اور قدرت نے جتنی محبت اور منصوبہ بندی انسان کو صحت مند رکھنے کیلئے کی اتنی شاید پوری کائنات بنانے کیلئے نہیں کی۔

ہمارے جسم کے اندر ایسے ایسے نظام موجود ہیں کہ ہم جب ان پر غور کرتے ہیں تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔

ہم میں سے ہر شخص ساڑھے چار ہزار بیماریاں ساتھ لے کر پیدا ہوتا ہے یہ بیماریاں ہر وقت سرگرم عمل رہتی ہیں مگر ہماری قوت مدافعت، ہمارے جسم کے نظام ان کی ہلاکت آفرینیوں کو کنٹرول کرتے رہتے ہیں۔

مثلاً ہمارا منہ روزانہ ایسے جراثیم پیدا کرتا ہے جو ہمارے دل کو کمزور کر دیتے ہیں مگر ہم جب تیز چلتے ہیں، جاگنگ کرتے ہیں یا واک کرتے ہیں تو ہمارا منہ کھل جاتا ہے، ہم تیز تیز سانس لیتے ہیں، یہ تیز تیز سانسیں ان جراثیم کو مار دیتی ہیں اور یوں ہمارا دل ان جراثیموں سے بچ جاتا ہے۔

مثلاً دنیا کا پہلا بائی پاس مئی ۱۹۶۰ء میں ہوا مگر قدرت نے اس بائی پاس میں استعمال ہونے والی نالی لاکھوں، کروڑوں سال قبل ہماری پنڈلی میں رکھ دی، یہ نالی نہ ہوتی تو شاید دل کا بائی پاس ممکن نہ ہوتا۔

مثلاً گردوں کی ٹرانسپلانٹیشن ۱۷ جون ۱۹۵۰ء میں شروع ہوئی مگر قدرت نے کروڑوں سال قبل ہمارے دو گردوں کے درمیان ایسی جگہ رکھ دی جہاں تیسرا گردہ فٹ ہو جاتا ہے۔

ہماری پسلیوں میں چند انتہائی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں ہیں۔ یہ ہڈیاں ہمیشہ فالتو سمجھی جاتی تھیں مگر آج پتہ چلا دنیا میں چند ایسے بچے پیدا ہوتے ہیں جن کے نرخرے جڑے ہوتے ہیں۔ یہ بچے اس عارضے کی وجہ سے نہ اپنی گردن سیدھی کر سکتے ہیں نہ نگل سکتے ہیں اور نہ ہی عام بچوں کی طرح بول سکتے ہیں۔

سرجنوں نے جب ان بچوں کے نرخروں اور پسلی کی فالتو ہڈیوں کا تجزیہ کیا تو معلوم ہوا پسلی کی یہ فالتو ہڈیاں اور نرخرے کی ہڈی ایک جیسی ہیں چنانچہ سرجنوں نے پسلی کی چھوٹی ہڈیاں کاٹ کر حلق میں فٹ کر دیں اور یوں یہ معذور بچے نارمل زندگی گزارنے لگے۔

مثلاً ہمارا جگر جسم کا واحد عضو ہے جو کٹنے کے بعد دوبارہ پیدا ہو جاتا ہے، ہماری انگلی کٹ جائے، بازو الگ ہو جائے یا جسم کا کوئی دوسرا حصہ کٹ جائے تو یہ دوبارہ نہیں اُگتا جبکہ جگر واحد عضو ہے جو کٹنے کے بعد دوبارہ اُگ جاتا ہے۔

سائنسدان حیران تھے قدرت نے جگر میں یہ اہلیت کیوں رکھی؟ آج پتہ چلا جگر عضو رئیس ہے، اس کے بغیر زندگی ممکن نہیں اور اس کی اس اہلیت کی وجہ سے یہ ٹرانسپلانٹ ہو سکتا ہے، آپ دوسروں کو جگر ڈونیٹ کر سکتے ہیں، یہ قدرت کے چند ایسے معجزے ہیں جو انسان کی عقل کو حیران کر دیتے ہیں جبکہ ہمارے بدن میں ایسے ہزاروں معجزے چھپے پڑے ہیں اور یہ معجزے ہمیں صحت مند رکھتے ہیں۔

ہم روزانہ سوتے ہیں، ہماری نیند موت کا ٹریلر ہوتی ہے، انسان کی اونگھ، نیند، گہری نیند، بے ہوشی اور موت پانچوں ایک ہی سلسلے کے مختلف مراحل ہیں، ہم جب گہری نیند میں جاتے ہیں تو ہمارے اور موت کے درمیان صرف بے ہوشی کا

ایک مرحلہ ہو جاتا ہے ہم روزانہ موت کی دہلیز سے واپس آتے ہیں مگر ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔

صحت دنیا کی ان بیش قیمت نعمتوں میں شمار ہوتی ہے جب تک یہ قائم رہتی ہے ہمیں اس کی قدر نہیں ہوتی مگر جوں ہی یہ ہمارا ساتھ چھوڑتی ہے ہمیں فوراً احساس ہوتا ہے یہ ہماری دیگر تمام نعمتوں سے کتنی زیادہ قیمتی تھی ہم اگر کسی دن میز پر بیٹھ جائیں اور سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کی انگلیوں تک صحت کا تجزیہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا ہم میں سے ہر شخص کروڑ پتی ہے۔

ہماری پلکوں میں چند مسل ہوتے ہیں یہ مسل ہماری پلکوں کو اٹھاتے اور گراتے ہیں اگر یہ مسل جواب دے جائیں تو انسان پلکیں نہیں کھول سکتا دنیا میں اس مرض کا کوئی علاج نہیں دنیا کے 50 امیر ترین لوگ اس وقت اس مرض میں مبتلا ہیں اور یہ صرف اپنی پلک اٹھانے کیلئے دنیا بھر کے سرجنوں اور ڈاکٹروں کو کروڑوں ڈالر دینے کیلئے تیار ہیں۔

ہمارے کانوں میں کبوتر کے آنسو کے برابر مائع ہوتا ہے یہ پارے کی قسم کا ایک لیکوڈ ہے ہم اس مائع کی وجہ سے سیدھا چلتے ہیں یہ اگر ضائع ہو جائے تو ہم سمت کا تعین نہیں کر پاتے ہم چلتے ہوئے چیزوں سے الجھنا اور گرنا شروع کر دیتے ہیں لوگ صحت مند کرنے کیلئے تیس چالیس لاکھ روپے دینے کیلئے تیار ہیں۔

آنکھوں کا قرنیا لاکھوں روپے میں بکتا ہے

دل کی قیمت لاکھوں کروڑوں میں چلی جاتی ہے

آپ کی ایڑی میں درد ہو تو آپ اس درد سے چھٹکارے کیلئے لاکھوں روپے دینے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں دنیا کے لاکھوں امیر لوگ کمر درد کا شکار ہیں گردن کے مہروں کی خرابی انسان کی زندگی کو اجیرن کر دیتی ہے انگلیوں کے جوڑوں میں نمک جمع ہو جائے تو انسان موت کی دعائیں مانگنے لگتا ہے

قبض اور بواسیر نے لاکھوں کروڑوں لوگوں کی مت مار دی ہے دانت اور داڑھ کا درد راتوں کو بے چین بنا دیتا ہے آدھے سر کا درد ہزاروں لوگوں کو پاگل بنا رہا ہے شوگر کولیسٹرول اور بلڈ پریشر کی ادویات بنانے والی کمپنیاں ہر سال اربوں ڈالر کماتی ہیں اور آپ اگر خدانخواستہ کسی جلدی مرض کا شکار ہو گئے ہیں تو آپ جیب میں لاکھوں روپے ڈال کر پھریں گے مگر آپ کو شفا نہیں ملے گی۔

حرکت بند ہو جانا بظاہر معمولی مسئلہ ہے مگر لاکھوں لوگ ہر سال اس پر اربوں روپے خرچ کرتے ہیں ہمارا معدہ بعض اوقات کوئی خاص تیزاب پیدا نہیں کرتا اور ہم نعمتوں سے بھری اس دنیا میں بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں۔

ہماری صحت اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہے مگر ہم لوگ روزانہ اس نعمت کی بے حرمتی کرتے ہیں ہم اس عظیم مہربانی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتے ہم اگر روزانہ اپنے بستر سے اٹھتے ہیں ہم جو چاہتے ہیں ہم وہ کھا لیتے ہیں اور یہ کھایا ہوا ہضم ہو جاتا ہے ہم سیدھا چل سکتے ہیں ہم دوڑ لگا سکتے ہیں ہم جھک سکتے ہیں اور ہمارا دل دماغ جگر اور گردے ٹھیک کام کر رہے ہیں ہم آنکھوں سے دیکھ کانوں سے سن ہاتھوں سے چھو ناک سے سونگھ اور منہ سے چکھ سکتے ہیں۔

ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے کرم کے قرض دار ہیں اور ہمیں اس عظیم مہربانی پر اپنے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کیونکہ صحت وہ نعمت ہے جو اگر چھن جائے تو ہم پوری دنیا کے خزانے خرچ کر کے بھی یہ نعمت واپس نہیں لے سکتے۔

ہم پیٹ پر سلوٹ پڑی بھی ٹھیک نہیں کر سکتے یہ بات ہزاروں کا شکر ہے

اسی لئے رب کریم قرآن میں کہتے ہیں

"تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔" ❀❀

اختر ایوی ایشن (ٹریولز اینڈ ٹورز)

● عمرہ و حج انتظامات بھی

● دبئی اور ہر قسم کی دیگر ممالک کی ٹکٹوں کی سہولت میسر ہے

● کاروان "سلام یا سیدہ زینب سلام اللہ علیہا" آٹھ محرم الحرام اور ایام فاطمیہ کو عراق، ایران کے مقدس مقامات کی زیارات کیلئے روانہ ہو گا۔

● ان ممالک کے کمرشل پاکستانی ٹکٹ بھی ایک لاکھ تیس ہزار روپے ہے

● صرف عراق کیلئے ایک لاکھ تیس ہزار

تفصیلات کیلئے مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

برائے رابطہ:

زوار سید اختر نقی حیدر 0332-7272514

فرمان حیدر 0324-9000072

خصوصی معاونت: مظہر حسین ٹریولز کراچی

اصحاب آئمہ کا تعارف

انتخاب ـــ زہرہ حسین یاقوتی

زرارہ بن اعین

آل اعین کوفہ میں شیعہ مذہب کا نامور خاندان تھا۔ یہ خاندان حضرت امام سجاد علیہ السلام سے غیبت کبریٰ تک اہل بیت کے ساتھ تھا۔ اعین کی نسل آگے چلی ہے۔ زرارہ بن اعین کے والد ایک رومی غلام تھے کہ جس کو قبیلہ بنی شیبان نے خریدا اور قرآن کریم پڑھانے اور تعلیمات دین سکھانے کے بعد آزاد کر دیا۔ اعین کے بیٹے بزرگ شیعہ علماء میں سے ہیں۔ زرارہ کا نام اعین کے دیگر بیٹوں سے زیادہ مشہور ہے۔

زرارہ 80ھ میں پیدا ہوئے اور 150ھ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد اسی سال انتقال کر گئے۔ آپ حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ کے نزدیک ترین اصحاب اور قابل اعتماد راویوں میں سے تھے۔ آپ نے قرآن، علم کلام، ادب اور شعر کا علم حاصل کیا لیکن فقہ میں آپ کی مہارت زیادہ تھی۔ کوئی باب ایسا نہیں کہ جس میں زرارہ کی حدیث موجود نہ ہو۔ شیعہ حدیثی آثار میں زرارہ سے 2000 احادیث منقول ہیں۔

زرارہ بن اعین اصحاب سر میں شامل ہیں کہ جنہوں نے وہ کتاب دیکھی تھی یعنی جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو املاء کروا کے احکام شریعت لکھوائے تھے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے زرارہ کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ جنت میں جگہ ہے اور حضرت امام جعفر صادقؑ نے بھی آپ سے جنت کا وعدہ کیا۔

علامہ حلی نے بھی آپ کی تعریف کی ہے۔ معروف شیعہ رجالی علامہ نجاشی کہتے ہیں زرارہ ہمارے بزرگ ساتھیوں، فقیہ، متکلم، شاعر اور صاحب علم قرآن کے استاد تھے۔ تمام فضائل اور دینی خصوصیات آپ میں جمع تھیں۔

آپ سچے، قابل اعتماد اور اپنے زمانے کے تمام اصحاب میں سے مقدم تھے۔ زرارہ کی بہت سی تالیفات ہیں لیکن صرف الاستطاعۃ والجبر والعہود کتاب ہی آپ کے نام سے لکھی گئی ہے۔ ہشام بن سالم، عمر بن اذینہ، ابن ابی عمیر اور آپ کے ساتھ متکلم بن اعین، حمران بن اعین وغیرہ نے آپ سے حدیث نقل کیا ہے۔

زرارہ آئمہ علیہم السلام کی نظر میں

زرارہ کے بارے میں اہل بیت علیہم السلام سے دو قسم کی روایتیں نقل ہوئی ہیں۔

پہلی قسم کی روایات

بعض روایات میں ان کی مدح کی گئی ہے۔ زرارہ کی مدح میں آئمہ سے تواتر کی حد تک احادیث نقل ہوئی ہیں ان میں سے بعض روایتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

"لولا زرارة لظننت ان احادیث ابی ستذھب" "اگر زرارہ نہ ہوتے تو میں یہ گمان کرتا کہ میرے پدر بزرگوار کی احادیث ختم ہو جاتیں۔"

جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ چار نجیب ترین اشخاص جو ہمارے دین کے پرچم ہیں ان میں زرارہ بن اعین بھی شامل ہیں (رجال کشی، اختیار معرفۃ الرجال)

سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے ذکر اور میرے پدر بزرگوار کی احادیث کو زندہ کرنے والوں میں زرارہ، ابو بصیر، محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ عجلی کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو میرے پدر بزرگوار کی احادیث سے استنباط اور ذکر کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ لوگ دین کی حفاظت کرنے والے اور حلال و

حرام ہونے سے پہلے بدکاروں کا کھانا دنیا اور آخرت میں ہماری طرف سے بہت بُرے لوگ ہیں۔ (رجال کشی اختیار معرفۃ الرجال)

محمد بن معاذ نے روایت کی ہے میں نے سنا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ یہ برید بن معاویہ عجلی، ابو بصیر لیث بن بختری، محمد بن مسلم اور زرارہ ان چاروں کو جنت کی بشارت دے دو۔ یہ چاروں حلال اور حرام پر خدا کے امین ہیں اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو نبوت کے آثار مٹ جاتے۔ (رجال کشی اختیار معرفۃ الرجال)

داؤد بن سرحان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا میرے والد بزرگوار کے اصحاب سب کے سب ہمارے لئے زینت ہیں چاہے وہ زندہ ہوں یا دنیا سے چلے گئے ہوں اور یہ لوگ زرارہ، محمد بن مسلم، لیث مرادی اور برید عجلی ہیں۔ یہ چاروں عدل اور سچائی پر پائیدار اور استوار ہیں اور یہ لوگ سابقین اور مقربین میں سے ہیں۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی تو منادی ندا دے گا محمد بن عبداللہ رسول خدا کے حواری کہاں ہیں جنہوں نے عہد و پیمان نہیں توڑا اور انکی پیروی کی ہے تب ابا ذر، سلمان، مقداد اور عمار کھڑے ہوں گے۔ منادی ندا دے گا علی ابن ابی طالب وصی رسول خدا کے حواری کہاں ہیں؟ عمرو بن حمق خزاعی، محمد بن ابی بکر، میثم تمار اور اویس قرنی کھڑے ہوں گے۔ پھر امام نے تمام آئمہ اور ان کے حواریوں میں سے ایک ایک کا نام لیا اور آخر میں فرمایا اس وقت منادی ندا دے گا کہاں ہیں محمد بن علی اور جعفر بن محمد کے حواری، اس وقت عبداللہ بن شریک عامری، زرارہ بن اعین، برید بن معاویہ عجلی، محمد بن مسلم، ابو بصیر، عبداللہ بن ابی یعفور، عامر بن عبداللہ اور حمران بن اعین کھڑے ہوں گے۔

دوسری قسم کی روایات

زرارہ کی نسبت یہ روایات مذمت اور قدح کا پہلو رکھتی ہیں۔ شیعہ محققین ان روایات کو تقیہ پر حمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایسی روایات زرارہ کی جان کی حفاظت کی خاطر صادر ہوئی ہیں اور یہ بات بعض روایات سے بھی سمجھ آتی ہے۔

نمونے کے طور پر ہم ان میں سے دو حدیثوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے عبداللہ بن زرارہ سے فرمایا اپنے والد کو سلام کہنا کہ تمہاری نسبت میری عیب جوئی اور برائی تمہاری حفاظت اور دفاع کی خاطر ہے کیونکہ ہمارے دشمن ہر اس شخص کو جو ہمارا محبوب اور مقرب ہو کسی قسم کی اذیت اور آزار پہنچانے سے دریغ نہیں کرتے ہیں اور ہماری دوستی پر اس کی سرزنش کرتے ہیں۔ جن کی ہم مذمت اور عیب جوئی کرتے ہیں ہمارے دشمن ان کی مدح و ستائش کرتے ہیں۔ چونکہ تم لوگوں میں ہمارے ساتھ محبت اور دوستی میں مشہور ہو اس وجہ سے ہمارے دشمنوں کی توجہ کا مرکز ہو اور لوگوں میں مورد سرزنش قرار پاتے ہو اس لئے میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ تمہاری مذمت اور عیب جوئی کروں تاکہ لوگ دین اور مذہب کے حوالے سے تمہاری مدح و ستائش کریں اور دشمنوں کا شر تم سے دور ہو جائے۔

کیونکہ خداوند متعال کلام مجید میں ارشاد فرماتا ہے

أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا

"وہ کشتی دریا میں محنت مزدوری کرنے والے مسکینوں کی تھی پس میں نے اس کی حفاظت کیلئے کشتی کو معیوب کرنے کا ارادہ کیا تا کہ اس ظالم بادشاہ کی نظر میں ناقص اور بے کار رہے جو تمام سالم کشتیوں کو غصب کر رہا تھا۔"

اس حال کو سمجھو، خدا تم پر رحمت نازل کرے مجھے خدا کی قسم تم میرے نزدیک تمام لوگوں اور میرے والد گرامی کے تمام اصحاب سے زیادہ محبوب ہو کیونکہ تم اس امت کے بحر ہو کر اس کی بہترین کشتی ہو اور ایک ظالم اور غاصب حکمران تمہارا پیچھا کر رہا ہے جو سالم کشتیوں کو غصب کرنے کی کوشش میں ہے۔ خدا کی رحمت تم پر زندگی میں تمہاری کشتی میں سوار لوگوں کو ظلم و ستم سے نجات دے۔ خدا کی تم پر تمہاری زندگی اور تمہاری موت پر بھی اللہ کی رحمت ہو۔ تمہارے بیٹے حسن اور حسین نے تمہارا خط مجھ تک پہنچایا۔ خدا انکی حفاظت کرے اور ان کی بھی نیکیوں کی نیک سمائی کرے جب انکے والد کی حفاظت میں رہے۔ (رجال کشی اختیار معرفۃ الرجال)

کشی کہتا ہے محمد بن قولویہ اپنی سند کے ساتھ حسین بن زرارہ سے نقل کرتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے والد نے آپ کو سلام پہنچایا ہے اور کہا ہے کہ خدا مجھے آپ پر قربان کرے، آپ کے پاس سے آنے والے لوگوں سے پتہ چلا کہ آپ نے میرے بارے میں کچھ باتیں فرمائی ہیں جنہوں نے مجھے غمگین کیا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا اپنے والد کو میری طرف سے سلام پہنچانے کے بعد کہو، خدا کی قسم! میں تمہارے لئے دنیا اور آخرت کی خیر خواہی چاہتا ہوں اور خدا کی قسم! میں تم سے راضی ہوں، لوگوں کی اس طرح کی باتوں پر غمگین نہ ہوں۔

ایک عجیب حقیقت کا انکشاف

انتخاب ـــــ سید وحید زیدی

آثار قدیمہ کے ماہرین کھدائی کر رہے تھے جس علاقہ میں کھدائی ہو رہی تھی وہ روس کا علاقہ وادی قاف تھا۔ کھدائی جاری تھی اسی دوران زمین کی گہرائی میں سے لکڑی کے بوسیدہ ٹکڑے دیکھے گئے غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کشتی کے بوسیدہ ٹکڑے ہیں جو پانی موجوں کی کثرت کی وجہ سے زمین میں پانچ ہزار سال گزرنے کے باوجود محفوظ تھے آثار قدیمہ کے محققین نے ان تختوں کو جانچ پڑتال کر کے اکٹھا کیا اور مزید دو سال کھدائی اور غور و فکر میں صرف کئے تو کشتی کی ایک اور تختی ملی جو ایک لوح کی شکل تھی جس پر چھ چھوٹی سطریں بابلی پرانی زبان اور تحریر میں ثبت تھیں تختی 14 انچ لمبی 10 انچ چوڑی تھی۔

حیرت کی بات یہ کہ باقی تختیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں اور یہ تختی صحیح و سالم تھی اور بہت حیران کن بات یہ بھی ہے کہ یہ تختی ماسکو کے عجائب گھر میں موجود ہے جسے دیکھنے ملکی و غیر ملکی سیاح آتے ہیں اس انکشاف کے بعد روسی حکومت آثار قدیمہ نے اس لوح کی تحقیق کیلئے سات افراد کی کمیٹی تشکیل دی جن میں ماہرین تاریخ خطاطی کے استاد اور سوویت یونین کے ماہر زبان وغیرہ شامل ہیں جن کا تعارف درج ذیل ہے

- پروفیسر سولی نوف ماسکو یونیورسٹی کے ماہر تاریخ اور پرانی زبانوں کے استاد
- پروفیسر ایفا ہان خینو لپاکن کی لولہان یونیورسٹی کے زبان شناسی کے استاد
- میشان لوفارنگ روس کے کلیہ آثار قدیمہ کے ماہر
- پروفیسر دی لاکو تاج لینن کالج میں ماہر تاریخ
- میخائیل کولوف کیف یونیورسٹی میں ماہر لسانیات
- ایم احمد قولا روسی اور چینی تحقیقات کے عالم
- میجر کلتوف ولدیر پیا سالن یونیورسٹی

ان حضرات نے آٹھ مہینے تحقیق کی اور درج ذیل رپورٹ پیش کی۔

- لکڑی کی بنی یہ تختی نوح کی کشتی میں سے ہے کہ جو پہلے مقامات ہو گئی اور اس کا تعلق جناب نوح سے ہے یہ تختی باقیوں کی نسبت بوسیدہ بھی ہوئی اور اس قدر سالم بھی کہ جس شخص نے تحریر کو پڑھا بہ آسانی ممکن تھا۔
- اس عبارت کا تعلق سامی زبان سے تھا کہ جو عام الفاظ تھی۔
- ان حروف اور ان کے معانی یوں تھے

"اے خدا یا میری مدد کر فریاد کی ہو رہا ہو ـــ محمد، ایلیا، شبر، شبیر اور فاطمہ یہ سب عظیم ہستیاں ہیں جو صاحب عزت و کرامت ہیں کی وجہ سے تمام عالم قائم ہے آئے میرے پروردگار اے میرے مالک و مددگار ان نفوس مقدسہ کی خاطر میری مدد فرما (علی)، شبر (حسن)، شبیر (حسین) اور فاطمہ کے وسیلے سے اپنی رحمت و کرامت سے ہماری مدد فرما جو فضیلت و عظمت کے مالک ہیں اور جن کی برکت سے یہ دنیا قائم ہے ان پاک ہستیوں کے صدقے ہماری مدد فرما صرف تیری ہی ذات ہے کہ جو سیدھی راہ دکھاتی ہے۔"

اس سب کے بعد انگریز دانشور ایف ایکس جو کہ مانچسٹر یونیورسٹی میں پرانی زبانوں کا استاد تھا اس تحقیق کو انگریزی میں نقل کیا اور یہ درج ذیل رسائل و اخبارات میں شائع ہوئی۔

- ہفت روزہ ویکلی مرر لندن شمارہ 28 دسمبر 1953
- اخبار اسٹار آف برٹین شمارہ جنوری 1954
- ماہنامہ سن لائٹ مانچسٹر سے شائع ہوا کہ اس کا شمارہ جنوری 1954
- ویکلی میٹرو لندن 1954 ● ماہنامہ الہدیٰ قاہرہ مصر 30 جنوری 1954

محدث علیم سید محمد گیلانی نے اس مطالب کی تشریح کی اور شائع کروایا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ سب تحقیق غیر اسلامی ملک میں غیر مسلموں کے ہاتھوں ہوئی کہ جو مذہب کے خلاف اور لادینیت کا حامی تھا اور ایک عرصے سے یہاں بھی سب جاری ہے۔

Users\PAYYAM\Desktop\Qanb
Ali Ustoori.jpg not found.

آپ کے سوال اور ہمارے جواب

مولانا قمر علی استوری (0305-7727113)

قارئین پیام قنب کا تقاضا کیا جاتا ہے کہ بعض دوست سوال و جواب کے ذریعے امور پر ہم نے آپ کے استفادہ و معلومات کیلئے سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا ہے جو کہ انشاءاللہ جاری رہے گا اس امید کے ساتھ کہ آپ اس سلسلہ کو جاری رکھنے میں ہماری مدد کریں گے اور اپنے ضروری و اہم فقہی و دینی سوالات پیام قنب آفس میں بھیجتے رہیں گے اور ان کا جواب پیام میں شائع کیا جائے گا (ادارہ)

تقلید

- قال علی علیہ السلام "الایمان معرفة بالقلب وقول باللسان وعمل بالارکان" (شرح نہج البلاغہ ج ۱۹ ص ۵۵)
- حضرت ولی العصر علیہ السلام کے اس بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں آپ نے نئے حوادث کے موقع پر احادیث اہل بیت علیہم السلام کے راویوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے (وسائل الشیعہ ج ۱۸ ص ۱۰۱)
- امام صادق علیہ السلام "حتی جاء محمد فجاء بالقرآن وبشریعته ومنهاجه فحلاله حلال الی یوم القیامة وحرامه حرام الی یوم القیامة" (اصول کافی ج ۲ ص ۱۷ ح ۲ ، ج ۲ ص ۸۹)

اسلام میں احکام کا مقام

اسلام ایک آخری اور کامل ترین دین ہے جس کے تمام پروگرام اور دستور العمل فطرت اور انسانی ضرورتوں کے مطابق ہیں چنانچہ اس کو اگر بیان کیا جائے تو انسان کی سعادت و خوش بختی کی ضمانت ہے اور جس معاشرے میں یہ اسلامی قوانین نافذ ہو جائیں وہ مثالی معاشرہ ہو سکتا ہے اس کا ایک اہم حصہ فقہی احکام ہیں اسلام کے کامل ترین ہونے کا ایک بنیادی حصہ ہے۔

اسلام کے حیات بخش پروگرام حسب ذیل حصوں پر مشتمل ہیں

الف: اعتقادی دستور العمل یعنی اصول دین

ب: عملی احکام یعنی فروع دین

ج: اخلاقیات و کردار سے متعلق مسائل جسے اخلاق کہا جاتا ہے

پہلا حصہ

یہ وہ دستور العمل ہیں جن کے ذریعہ انسان کی فکر و اعتقاد کو درست کیا جاتا ہے انسان کو عقائد کے سلسلے میں دلیل کے ذریعہ اعتقاد پیدا کرنا چاہیے (اگرچہ دلیل سادہ ہی ہو) چونکہ اسلام کے دستور العمل کا یہ حصہ اعتقادات سے مربوط ہے اور ان میں یقین پیدا کرنے کی ضرورت ہے اس لئے ان میں دوسروں کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔

دوسرا حصہ

یہ ایک عملی دستور العمل ہے جس میں انسان کا فریضہ معین ہوتا ہے کہ کن کاموں کو انجام دے اور کن کاموں سے اجتناب کرے اس لیے دستور العمل کو "احکام" کہتے ہیں اور ان احکام کو جاننے کیلئے تقلید اور کسی (ماہر) مجتہد کی پیروی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

احکام کی قسمیں

انسان جو بھی کام انجام دیتا ہے اس سے متعلق اسلام میں ایک خاص حکم موجود ہے اور یہ احکام حسب ذیل ہیں

واجب: وہ کام جس کا انجام دینا ضروری ہے اور اس کے ترک کرنے میں عذاب ہے جیسے نماز، روزہ

حرام: وہ کام جس کا ترک کرنا ضروری ہے اور اس کے انجام دینے میں عذاب ہے جیسے جھوٹ اور ظلم

مستحب: وہ کام جس کا انجام دینا اچھا اور باعث ثواب ہے لیکن اس کے ترک کرنے میں عذاب نہیں جیسے نماز شب، صدقہ

مکروہ: وہ کام جس کا ترک کرنا اچھا اور موجب ثواب ہے لیکن اس کے انجام دینے میں عذاب نہیں جیسے کھانے پر پھونک مارنا یا گرم کھانا کھانا

مباح: وہ کام جس کا انجام دینا یا ترک کرنا مساوی ہو اور اس میں کوئی عذاب یا ثواب نہیں جیسے چلنا، بیٹھنا (الفتاوی الواضحہ ج۱ ص۸۲)

تقلید کے معنی پیروی کرنا اور کسی کے قدم پر چلنا ہے یہاں تقلید کے معنی "مجتہد" کی پیروی کرنا ہے یعنی اپنے کاموں کو مجتہد کے فتوی کے مطابق انجام دینا۔

(تحریر الوسیلہ ج۱ ص۵)

● جو شخص خود مجتہد نہیں اور احکام میں احتیاط پر بھی عمل نہیں کر سکتا تو اسے مجتہد کی تقلید کرنا چاہیے (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۵)

● احکام دین میں اکثر لوگوں کا فریضہ تقلید کرنا ہے چونکہ بہت کم ایسے لوگ ہیں جو احکام میں اجتہاد کر سکتے ہیں (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۵)

● جس مجتہد کی دوسرے لوگ تقلید کرتے ہیں اسے "مرجع تقلید" کہتے ہیں۔

● جس مجتہد کی انسان تقلید کرے اس میں مندرجہ ذیل شرائط کا ہونا ضروری ہے: عاقل ہو، شیعہ اثنا عشری ہو، زندہ ہو، احتیاط واجب کی بنا پر اعلم ہو، دنیا طلب نہ ہو، مرد ہو، بالغ ہو (توضیح المسائل م۲)

شرائط مرجع تقلید کی وضاحت

عادل اسے کہتے ہیں جو شخص پرہیزگاری کی ایسی منزل پر فائز ہو جہاں وہ واجبات کو انجام دیتا ہو اور گناہوں سے پرہیز کرتا ہو، گناہان کبیرہ سے پرہیز اور گناہان صغیرہ کی تکرار نہ کرے۔

گناہ کبیرہ یعنی ایسا گناہ جس کے ارتکاب پر عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے جیسے جھوٹ، تہمت وغیرہ۔

● اجتناب محرمات کی علامت ہے (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۱۰ مسئلہ ۱۸)

● نابالغ بچہ جب بالغ ہو جائے تو اگر تقلید کرنا چاہے تو کسی ایسے مجتہد کو اپنا مرجع تقلید قرار دے جو زندہ ہو، مردہ مجتہد کی تقلید نہیں کی جا سکتی ہے۔

(تحریر الوسیلہ ج۱ ص۷ مسئلہ ۱۳)

● جو کسی مجتہد کی تقلید کرتا ہو اگر اس کا مرجع تقلید مر جائے تو وہ زندہ مجتہد کی اجازت سے اس مردہ مجتہد کی تقلید پر باقی رہ سکتا ہے (تحریر الوسیلہ ج۱ ص۷ مسئلہ ۱۳)

● جن مسائل کے بارے میں مردہ مجتہد نے کوئی فتویٰ نہ دیا ہو اسی طرح جن مسائل کو وہ بھول گیا ہو ان مسائل کے بارے میں میت کی تقلید پر باقی رہتے ہوئے شخص کو زندہ مجتہد کی تقلید کرنی چاہیے (استفتاءات ج۱ ص۱۳ سوال ۲۹)

● جس مجتہد کی انسان تقلید کرے ضروری ہے کہ وہ عادل ہونے کے ساتھ شیعہ اثنا عشری ہو لہذا شیعہ احکام میں کسی غیر اثنا عشری مجتہد کی تقلید نہیں کر سکتے۔

(توضیح المسائل م۲)

● اسلام نے عورت کا فریضہ ان کی فطری صلاحیت اور تخلیقی کیفیت کے لحاظ سے معین کیا ہے۔ عورت کی ... ذمہ داریاں اور بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ اس کے کندھوں سے اٹھا لیا ہے اگرچہ اس کو آزادی سے محروم نہیں کیا ہے چونکہ اسلام میں عورتوں کا یہ حق ہے کہ اسلامی علوم میں اجتہاد تک تعلیم حاصل کریں اور احکام الہی کو ادلہ (قرآن و روایات) سے استخراج کریں اور کسی کی تقلید نہ کریں

● (مجتہد کی پہچان) اور واضح ہے کہ اگر کسی کے بارے میں علم ہو جائے یا دو عادل گواہی دیں یا اہل خبرہ کی تصدیق ہو جائے تو اس کی پہچان اور مجتہد ہونا بیان کریں۔

● اعلم وہ ہے جو (قرآن و روایات سے) احکام کے استخراج میں دوسرے مجتہدوں سے زیادہ ماہر ہو (العروۃ الوثقی ج۱ مسئلہ ۱۷)

● مکلف پر واجب ہے کہ مجتہد اعلم کو پہچاننے میں جستجو کرے۔

(تحریر الوسیلہ ج۱ ص۶ مسئلہ ۱۵)

● انسان تقلید کرنے میں آزاد ہے اور کسی کے تابع نہیں ہے حتی اس سلسلے میں عورت مرد کی تابع نہیں ہے وہ جس کو جامع الشرائط پائے اس کی تقلید کر سکتی ہے اگرچہ اس کا شوہر کسی اور مجتہد کا مقلد ہو (استفتاءات ج۱ ص۱۳ سوال ۱۵) ●

علم اور رزق

مولانا توقیر عباس الحیدری (پاسبان اسلام تحریک ملتان پاکستان)

"ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ"

"یہ وہ کتاب ہے جس میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے یہ صاحبانِ تقویٰ اور پرہیزگار لوگوں کے لئے مجسم ہدایت ہے۔"

اپنا موضوع شروع کرنے سے پہلے میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں۔ جس نے ہم انسانوں کو اشرف المخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اشرف المخلوقات بنانے کے ساتھ ساتھ اس کریم اللہ نے ہمارے لئے ہدایت کا نظام بھی فرمایا۔ اور وحی آنے کا تقرر رکھا اور قرآن مجید کی شکل میں انسان کے لئے ہدایت کا پیغام آتا ہے اب سوال یہ ہے کہ کتاب ہو اور استاد نہ ہو تو بھی تعلیم ناقص ہے اگر استاد ہو اور کتاب نہ ہو تب بھی تعلیم ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو کتاب ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا"

"پھر (اللہ) نے اس کتاب کا وارث بنائے ہیں اپنے بندوں میں سے جسے چاہے منتخب کر کے۔"

اب ہدایت کی کتاب بھی آ گئی اور ہادی بھی موجود ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ خدایا یہ جو تو نے قرآن مجید کے وارث بنائے ہیں یہ کس لحاظ سے چنے ہیں؟ کیا جائیداد کے حوالے سے یا خاندان کے حوالے سے یا پھر قد و قامت کے لحاظ سے چنا ہے۔ تو خالق نے قرآن مجید میں ان صفات کو تذکرہ فرمایا

"وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ"

"ہم نے (آل محمد) کو پوری دنیا میں علم کی بنا پر چنا ہے۔ علم کا وارث بنایا ہے"

قرآن کی نص کے مطابق علم بنیادی نظام ہے اور ہدایت بھی علم ہے۔ اب جو انسان کے پاس علم زیادہ ہوگا وہ انسان خدا کے قریب ہوگا اتنا ہی ہدایت زیادہ اور انسان خدا سے دور ہوگا جیسے معصوم علیہ السلام فرماتے ہیں

"اَلْعِلْمُ نُوْرٌ وَالْجَهْلُ ظُلْمَةٌ" "علم نور ہے اور جہالت ظلمت ہے۔"

دنیا میں جاہل ہوگا وہ تاریکی میں جائے گا اسی وجہ سے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ "میں دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے" پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

"اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے"

اور پیغمبر اکرم کا کام صرف آیتوں کو پڑھنا ہی نہیں تھا بلکہ "يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" کتاب و حکمت کی تعلیم۔

رسول اللہ چلے گئے اور جاتے جاتے کہہ گئے کہ میرے بعد لوگ یہ نہ کہیں کہ علم کا شہر تو گیا اور دروازہ علی ہیں اور حکمت کا دروازہ بھی علی ہیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

"اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا" "میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں"

اس لئے علم افضل ہے اور جہالت افضل نہیں ہے اس لئے مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں

"رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالٌ" (نہج البلاغہ)

"ہم آل محمد اللہ کی تقسیم پر راضی ہیں جو ہمارے لئے علم کا انتخاب کیا اور ہمارے دشمن کے لئے مال کا انتخاب کیا۔"

یہ معلوم ہوا کہ علم کی عزت ہے جہالت کی نہیں اور علم کی اتنی عزت ہے کہ اگر جاہل کو عالم کہو تو وہ بھی خوش ہوتا ہے اور جاہل کو جاہل کہو تو وہ بھی ناراض ہوتا ہے یہ ہے علم کی عزت تو پھر صاحب علم کی کتنی عزت ہوگی اور جب عالم کی اتنی

حقیقت پیدا ہو جائے طالبِ حق کے لئے کسی حقیقت ہو گی؟
پھر آگے دیکھئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کیا کہا تھا " عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ " علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ۔
قرآن علم ہے اب علم علی کے ساتھ ہے اور علی علم کے ساتھ۔
اب دیکھئے کہ کس طرح علم علی کے ساتھ ہے؟ جس طرح انسان کا لباس انسان کے ساتھ ہوتا ہے جو لباس کے ساتھ ہے اسی طرح علی قرآن کے ساتھ ہے فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ علی قرآن کی ایک ایک بات پر عمل کرتے تھے اور علی کو کیا پتا کہ قرآن میں کیا آیا ہے یہاں پر تو استاد علماء پڑھایا کرتے تھے صاحب کا ایک جملہ یاد آیا ہے (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) فرماتے ہیں کہ علی کی تعریف نہ کرو علی تمہاری طاقت سے باہر ہے فرماتے ہیں کہ اگر علی کتاب کی شکل میں آئے تو قرآن ہوتا اور قرآن جسم ہو کر آتا تو علی ہوتا۔
اب پتا چلا جب قرآن متقین کے لئے ہدایت ہے تو علی بھی متقین کے لئے ہدایت کا نام ہے پھر قرآن سے پوچھتے ہیں کہ متقین کی صفات کیا ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے " یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ "
"غیب پر ایمان، نماز پڑھنا، جو کچھ خدا نے دیا ہے خدا کی راہ میں خرچ کرنا یہ سب متقین کی صفات ہیں
تیسری صفت کی طرف توجہ دلوانا چاہتا ہوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے "مال" کا لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ "رزق" استعمال فرمایا ہے۔ اب اگر اہل لغت کی کتاب اٹھائیں اور رزق کا معنی تلاش کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے جو بھی نعمت انسان کو عطا فرمائی ہیں وہ سب رزق ہے اور رزق کی دو قسمیں ہیں
☆ رزقِ مادی ☆ رزقِ معنوی
مادی رزق: جیسے لباس، مال، اولاد۔ معنوی رزق: جیسے علم، حکمت، اخلاق اور
اب اللہ تعالیٰ نے فرمایا رزقِ مادی بھی میری راہ میں خرچ کرو اور رزقِ معنوی بھی میری راہ میں خرچ کرو تو پوچھتے ہیں کہ پروردگار آپ نے فرمایا رزق خرچ کرو۔ یہ تو بتائیں کہ کتنا رزق خرچ کریں؟
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ "
"خدا فرماتا ہے اگر میری راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہو تو میری راہ میں وہ رزق خرچ کرو جو سب سے پیارا ہو۔"
اب حضرت سید الشہداء علیہ السلام کو دیکھئے کربلا کے میدان میں فرما رہے ہیں کہ اے اللہ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں وہ بھی دے رہا ہوں علی اصغر پیارا ہے وہ بھی دے رہا ہوں، سکینہ کی چادر پیاری ہے وہ بھی دے رہا ہوں، اگر رزق خرچ کرنا چاہتے ہو تو سید الشہداء علیہ السلام کی سیرت پر عمل کرو۔
سیرت کا ایک اور جملہ بیان کروں۔ جب شہادت ہو گئی تو حضرت زینبؑ کی اماں کو اور رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سے خطاب کر کے فرمایا آئے تو دیکھئے کیا ہیں کہ بیٹی کے بدن پر نہ لباس ہے فرماتے ہیں بیٹی زینب کا تیرا بدن ہے لیکن چادر کہاں گئی آپ نے کہاں دی؟ دیکھا حضرت زینبؑ نے کہا بابا میں نے وہی لباس پہنا تھا جس کو پہلے دن سے پیارا کیا تھا اور جس کا لباس پر لباس نے گزارا کی تھی اور وہ اس کی زینت پر لباس پہنتی تھی وہ دوست پر دیا۔
یہ بھی پتہ چل گیا کہ رزق وہ خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے جو سب سے زیادہ پیارا ہو۔ اب پروردگار سے پوچھتے ہیں کہ یہ رزق والی ذمہ داری اور یہ ذمہ داری کس کی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ " "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ پر اور رسول پر بھی ایمان لاؤ اور جو عطا کیا ہے تمہیں رزق سے خرچ بھی کرو۔"
کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس لئے خرچ کا حکم ہے کیونکہ تو اس دنیا پر خدا کا نائب ہے اور مالک نہیں ہے مالک میں ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ)
نمائندہ کبھی جھوٹ بولتا ہے کہ یہ مال میرا ہے یہ جائیداد میری ہے اگر نمائندہ جو ہے اس کی یہ طاقت ہے کہ مالک کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی اٹھائے تو کہتا ہے کہ میں مالک ہوں ایسا نہیں ہے بلکہ تیرے پاس جو بھی ہے مالک تو وہی ہے میری مرضی سے اس کی عطا ہے نمائندہ کا فرض ہے کہ وہ اپنا بھی مالک نہیں ہے۔
اب اللہ تعالیٰ سے پوچھتے ہیں کہ خرچ کیسے کرنا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے
" وَالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَذِی الْقُرْبٰی "
(باقی صفحہ نمبر 37 کالم نمبر 2 پر)

کشکول-----تاریخ کے دامن کی سچائیاں

انتخاب و ترتیب —— عون شیرازی (ایڈیٹر)

اہل بیتؑ کی احادیث لکھنے کا اجر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

مومن کے مرنے کے بعد اگر ایک صفحہ بھی ایسا ہے جس میں ہم اہل بیتؑ کی احادیث درج کی گئی ہیں تو وہ صفحہ جہنم اور اس صفحے کے لکھنے والے شخص کے درمیان حائل ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس صفحے کے ہر حرف کے عوض جنت میں ایک شہر عطا فرمائے گا جو اس دنیا سے سات گنا بڑا ہوگا۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام علم کی اہمیت بیان فرماتے ہیں

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا فرمان ہے کہ

- اس علم کو حاصل کرنا چاہیے جو دل کی اصلاح کیلئے ضروری ہو۔
- اس علم کا حاصل کرنا واجب ہے جو قیامت کے دن عمل کا معیار قرار پائے
- اس علم کا حاصل کرنا لازم ہے جو عمل میں اضافے کا سبب ہو۔
- اس علم کو ضرور حاصل کرو جس کے چھوڑ دینے سے جہالت میں اضافہ ہو۔
- اس علم کا حاصل کرنا لازم ہے جو قلب کی بیماریوں اور برائیوں کا خاتمہ کرے

بولنے والی مخلوق

حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چار مخلوق کو قوت بیان دی ہے

۱۔ حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۔ جنت ۳۔ جہنم ۴۔ حور العین

جنت: جس وقت بندہ مومن نماز پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جنت کی خواہش کرتا ہے جہنم سے پناہ مانگتا ہے اور حور العین سے شادی کی خواہش کرتا ہے تو چونکہ اس نے اپنی دعا کو صلوات سے شروع کیا ہے لہٰذا اس کی دعا باب قبولیت پر پہنچتی ہے اس وقت جنت کہتی ہے بارالٰہا! تیرے بندے نے تجھ سے جو سوال کیا ہے عطا فرما۔ جہنم کی آواز آتی ہے بارالٰہا! تیرے بندے نے جس چیز سے پناہ مانگی ہے بچا لے۔ حور العین کہتی ہے بارالٰہا اس بندے نے تجھ سے جو خواہش کی ہے عطا فرما۔

بیمار کی مزاج پرسی کا ثواب

حضرت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے مریض کی احوال پرسی کی تو وہ رحمت الٰہی میں غوطہ زن ہوتا ہے اور جب اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ رحمت کے سمندر میں ہے۔ اگر کسی نے صبح کے وقت مریض کی مزاج پرسی کی تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں اور اسی طرح اگر کسی نے شام کے وقت مریض کی عیادت کی تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔

خلوص نیت اور گناہ کے بغیر دعا کا اثر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص تین سال تک اللہ تعالیٰ سے اولاد طلب کرتا رہا لیکن وہ اولاد سے محروم رہا۔ ایک دن اس نے اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہا کہ اے اللہ! کیا میں تجھ سے بہت دور ہوں کہ میری آواز نہیں سن پاتا یا تو قریب ہے مگر جواب نہیں دے رہا ہے؟ کسی نے اس سے خواب میں کہا تم تین سال سے ناپاک زبان، گناہوں سے پُر دل اور مشکوک نیت سے اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہو۔ پہلے زبان کو پاک، دل کو خوف الٰہی سے پُر اور نیت کو خالص کرو پھر پکارو دعا قبول ہوگی۔ اس شخص نے ایک سال تک ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایک حسین و جمیل فرزند عطا فرمایا۔ ●●

فروری 2017ء، جمادی الاول / جمادی الثانی 1438 ہجری، ماگھ / پھاگن 2073 بکرمی

ایام کے نام	جمادی الاول / جمادی الثانی	فروری 2017ء	ماگھ / پھاگن 2073 بکرمی	نیک / نحس / میانہ	اسلامی معلومات / یادداشت
بدھ	3	1	20	نحس	۱۰ سال بعد بعثت آنحضرتؐ کی ...
جمعرات	4	2	21	نیک	
جمعہ	5	3	22	نحس	بروایت میلاد باسعود حضرت زینبؑ ۵ھ
ہفتہ	6	4	23	نیک	انتقال خطیب سید مشاہد رضا ۲۰۱۳ء
اتوار	7	5	24	نیک	جنگ موتہ ۸ ہجری۔ یوم ...
پیر	8	6	25	نیک	سفر کے لئے بد
منگل	9	7	26	نیک	انتقال سید ... حسین رضوی ۱۹۸۹ء
بدھ	10	8	27	نحس کبیر	
جمعرات	11	9	28	نحس کبیر	
جمعہ	12	10	29	نیک	[illegible]
ہفتہ	13	11	30	نحس	
اتوار	14	12	پھاگن	نیک	
پیر	15	13	2	نیک	میلاد باسعود حضرت امام علی زین العابدینؑ ۳۸ ہجری
منگل	16	14	3	نحس	تعمیر مکان کے لئے نیک
بدھ	17	15	4	میانہ	
جمعرات	18	قمر در عقرب	5	نیک	
جمعہ	19		6	نیک	
ہفتہ	20		7	میانہ	
اتوار	21	19	8	نحس	جنگ جمل ۳۶ ہجری
پیر	22	20	9	نیک	یوم شہادت ... ۲۰۰۸ء
منگل	23	21	10	نیک	وفات ڈاکٹر عاشق حسین ... ۱۹۹۲ء
بدھ	24	22	11	نحس	وفات چوہدری ... (نحس)
جمعرات	25	23	12	نحس	سفر کے لئے نیک
جمعہ	26	24	13	نیک	انتقال ... مولانا محمد رضا ... ۱۹۹۷ء
ہفتہ	27	25	14	نیک	
اتوار	28	26	15	نحس کبیر	
پیر	29	27	16	نیک	
منگل	جمادی الثانی	28	17	نحس کبیر	

خبر غم: [illegible] ... مرحوم کی زندگی ... اللہ تعالیٰ مرحوم ... کو جوار معصومینؑ میں مقام عطا فرمائے ... پیام نجف ... (مولانا ...)